کرین اور افضلیت تو بڑی بات ہی کہانئیو! صرف اسی مین غور کرنا کافی ہے جس سے اون کے صادق یا کاذب ہونیکا کامل فیصلہ ہو جاتا ہے۔ مگر حق پسندی اور انصاف دلی چاہئیے۔ اب اگر اونکے نشانون نے تمہین مغالطہ مین ڈال رکہا ہی تو ذرا نظر اُٹھا کر دیکھو کہ جس نشان کو مرزا صاحب نے نہایت ہی عظیم الشان نشان قرار دیا تھا اوسکا پتہ نشان بھی نکلا۔ یعنی وہی منکوحہ آسمانی کی بسنبت پیشین گوئی کس زور وشور سے کی تھی جس کی صداقت پر قسمین کھائی گئین جس کے ظہور مین آنے کے بار بار بختہ وعدے خداوندی بیان کئے گئے۔ جسکے ظہور کی برسون امید دلائی گئی اور انجام کار اوس سے مایوس ہو کر کیسی بیہودہ باتین[۱] بنائی ہین۔ اسی طرح اوسکے شوہر کے مرنے کی پیشین گوئی مرتے دم تک کرتے رہے اور اپنے سامنے اُس کے مرجانے کو اپنی صداقت کا معیار بناتے رہے خدائے تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے انھین کی زبان سے اسکا فیصلہ کر دیا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ مرزا صاحب اپنے مستحکم اقرار کے بموجب کاذب[۲] ثابت ہوئے۔ اگر اسکی تفصیل دیکھنے کا شوق ہی تو رسالہ **فیصلہ آسمانی** ملاحظہ کیجئے اسکے تیسرے حصہ مین اسکی ایسی کافی تفصیل کی گئی

---

[۱] ان باتون کا ذکر مع اسکے شافی جواب کے فیصلہ آسمانی حصہ اول اور حصہ سوم مین ملاحظہ کیا جائے اسکی نسبت خداوندی وعدون کا بیان حصہ سوم کے صفحہ ۱۰۹ سے ۱۱۳ تک ملاحظہ ہو ۱۲ [۲] اسکے جواب مین آیت یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَ یُثْبِتُ اور یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ پیش کی جاتی ہی پہلی آیت سے یہ ثابت کیا جاتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا مگر اوسے محو واثبات کا اختیار ہے اوس وعدے کو اوسنے مٹا دیا پورا نہ کیا دوسری آیت سے ثابت کرتے ہین کہ خدائے تعالیٰ سارے وعدے پورے نہین کرتا بعض پورے کرتا ہے۔ مگر سخت افسوس ہی کہ اونکی عقلون پر کیسے پردے پڑے ہین یہ خیال نہین کرتے کہ اگر ان آیتون کا یہی مطلب ہو تو خدائے تعالیٰ پر کیسا سخت الزام آئے گا۔ اور تمام وعدے خداوندی جزا اور سزا کے بیکار ہو جائینگے کوئی لائق (باقی بر صفحہ ۱۲)

کو بھی مسلمان نہین کیا۔ پھر اون کے مسیح ہونیکا کیا نتیجہ ہوا۔ اگر کسی احمدی کو حق طلبی اور راستبازی کا دعوے ہے تو ان باتون کا جواب دے۔ اور مرزا صاحب کے بڑے بڑے دعوؤن کا نتیجہ دکھائے۔ مگر جب خود سلطان القلم اور اون کے خلیفہ اول عاجز ہے تو اب کسیکی کیا ہستی ہے بھائیو کچھ تو غور کرو کہ ایسا عظیم الشان دعوے کہ وہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنھون نے دنیا مین اسلام کو پھیلا دیا اور اولیاے امت محمدیہ جن کے پر اثر وعظ نے سینکڑون یہود و نصاری کو مسلمان بنا دیا جن کی وجہ سے ہزارون مشرکین بت پرست خدا پرست ہو گئے۔ اون سب پر افضلیت کا دعوے ہے اور پھر اسی پر قناعت نہین ہے بلکہ بعض وہ انبیاے عظیم المرتبت[له] جنکی تعریف جابجا قرآن مجید مین آئی ہے اونسے بھی اپنے آپ کو ہر شان مین بڑھ کر بتاتے ہین یہ تو سب دعوے ہوے مگر یہ کوئی نہین بتاتا کہ اونکے ان دعوؤنکا نتیجہ بجز اونکے ذاتی فائدون کے اسلام کو اور مسلمانون کو کیا فائدہ ہوا۔ جنکی وجہ سے حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر اولیاے امت کے مثل انھین خیال

بقیہ صفحہ ۹ سے پہلے مولوی چراغ علی مرحوم نے نہایت پر زور دلائل سے عبرانی کتابون سے اسے ثابت کیا ہے اور اسوقت تک کسی پادری نے اوسکا جواب نہین دیا اگر قلم کی گھس گھس ہے اور حضرت مسیح کی موت ثابت کرنے سے تثلیث پرستی کا ستون ٹوٹتا تو مرزا صاحب کے دعوے سے پہلے ہی دوسرے ذی علمون نے توڑ دیا تھا مرزا صاحب نے کیا کیا۔ اس کے علاوہ یہ حضرات کچھ ایسے مسلوب العقل ہو گئے ہین کہ یہ نہین دیکھتے کہ جس کتاب مین انھون نے موت ثابت کی ہے وہ پہلے لکھی ہے اور ستون توڑنے کا دعوے اوسکے بعد ہوا ہے۔ اس سے اظہر من الشمس ہے کہ ستون توڑنے سے مقصود حضرت مسیح کی موت ثابت کرنا نہین ہے۔ اسکے سوا اوس کتاب کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے پھر ایسی مردود تحریرون سے تثلیث پرستی کا ستون ٹوٹ سکتا ہے مرزائیونکو ایسی بیہودہ باتین بتاتے شرم نہین آتی ۱۲

له یعنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ مرزا صاحب کا دعوے ہے کہ مین اون سے ہر شان مین بڑھ کر ہون۔ چنانچہ اون کا مصرعہ ہے۔ ع عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم ۱۲

دفتر سیاہ کئے ہین اور متعدد رسالون مین بڑے زور سے اپنی صداقت مین اوسے پیش کیا ہے وہ شہادت یہ ہے کہ ۱۳۱۲ھ کے رمضان المبارک مین چاندگہن اور سورج گہن ہوا۔ اور حدیث مین آیا ہے کہ رمضان مین ان دونون گہنونکا اجتماع امام مہدی کی علامت ہے۔ یعنی جب ایسا گہن پایا جاوے تو جان لو کہ امام مہدی کا ظہور ہوا۔ ان دنون جماعت احمدیہ مین اس کا تذکرہ بہت سنا جاتا ہے اور مرزا صاحب کی صداقت کے ثبوت مین پیش کیا کرتے ہین اسکی مختصر کیفیت بیان کی جاتی ہے جس سے طالبین حق پر روشن ہو جائے گا کہ ۱۳۱۲ھ کا گہن امام مہدی کی علامت ہرگز نہین ہو سکتا مرزا صاحب نے غلط فہمی سے ایسا دعوے کیا یا ناواقفونکو دہوکا دینا چاہا۔ اسکے وجوہ مجملاً پہلے ملاحظہ کرنے چاہئین۔

پہلی وجہ۔ اس دعوی کی بنیاد مرزا صاحب نے جس حدیث پر رکھی ہے وہ حدیث اس لائق ہرگز نہین ہے کہ اوس سے یہ عقیدہ ثابت کیا جائے کہ مہدی موعود کے وقت مین ایسے گہنون کا ہونا ضرور ہے اور وہ گہن امام مہدی کی علامت ہین۔ الغرض جب اوس حدیث کے بے اصل ہونے پر نظر کی جاتی ہے تو مرزا صاحب کا یہ دعوی ایسا ہی نظر آتا ہے جیسا پانی پر حباب یعنی بلبلا۔

دوسری وجہ۔ حدیث کے جو معنی اور مطلب مرزا صاحب نے بیان کئے

بقیہ صـ۱۲ــ خدا تعالے کا قول بدل نہین سکتا۔ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کیسے بدیہی امور عقلی و نقلی مرزائیونکے جواب کو غلط بتا رہے ہین مگر پھر بہی متنبہ نہین ہوتے اس تیرہ درونی کا کیا ٹھکانہ ہے ۱۲

ہی کہ اوس کے دیکھنے کے بعد کسی فہمیدہ کو اوس پیشین گوئی کے جھوٹے ہونے مین ذرا بھی تردد نہین رہ سکتا **الغرض** اس نہایت ہی عظیم الشان نشان کا تو خاتمہ ہو لیا اور نصوص قطعیہ کے روسے مرزا صاحب کاذب ٹھہرے اسکی تفصیل فیصلہ آسمانی کے تیسرے حصہ مین دیکھئے خصوصًا صفحہ ۷۱ سے ۸۸ تک

اس نشان کے جھوٹا ہونے سے کسی فہمیدہ مسلمان کو مرزا صاحب کے کسی نشان کی طرف توجہ کرنے کی ہرگز ضرورت نہین رہی کیونکہ اس کے بیان مین اونکے بہت جھوٹ ثابت ہوتے ہین اور دعوے نبوت کے جھوٹا ہونے کے لئے تو اوس مدعی کا ایک جھوٹ کافی ہی اور یہان تو اونکے جھوٹوں کے علاوہ قرآن مجید کے نصوص قطعیہ نے اونھین کاذب بتادیا پھر مسلمان کو اوسکے ماننے مین کیا عذر ہو سکتا ہی۔ مگر زیادہ توضیح کے لئے ان کے ایک اور نشان کو بھی ملاحظہ کیجئے جسے مرزا صاحب نے اپنے لئے بڑے فخر سے آسمانی شہادت ٹھہرایا ہی اور اوسکے اشتہار و اعلان مین بیحد کوشش کی ہے اور اوسکے بیان مین

(بقیہ صفحہ ۱۱) اطمینان نرہے گا انبیا کی بعثت بیکار ہوجائیگی اور اوس خدائے قدوس کے ہر کلام پر جھوٹ کا احتمال ہوگا اور مخالفین اسلام کو کس قدر مضحکہ کا موقع ملیگا اسکے علاوہ ایک سچے اور مشہور جملے پر بھی نظر نہین کرتے عام طور پر یہ کہا جاتا ہی الکریم اذا وعد وفا یعنی کریم جب وعدہ کرتا ہی تو اوسے پورا کرتا ہی سب سے بڑھکر تو کریم اوسی وحدہ لاشریک کی ذات ہی جب وہی وعدہ پورا نہ کرے تو اور کون اوس سے زیادہ سچا اور وعدے کا پورا کرنے والا ہو سکتا ہی۔ اس جماعت نے قرآن مقدس کی ان آیتون پر بھی غور سے نظر نہ کی جہان خدائے قدوس کے وعدے کو تاکید کیساتھ سچا کہا گیا ہی اور ارشاد ہوا ہی اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ یہ ارشاد قرآن مجید مین بہت جگہ ہی اس آیت نے عام طور سے اللہ تعالیٰ کے وعدے کا سچا ہونا بیان کیا ہی اس سے بالیقین ثابت ہوتا ہی کہ تمام وعدے سچے ہوتے ہین اسکے سوا ایسی آیتین بھی قرآن مجید مین بہت ہین جن مین نہایت صفائی اور تاکید سے کہا گیا ہی کہ خدائے تعالیٰ وعدے کے خلاف ہرگز نہین کرتا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ خدائے تعالیٰ کا قول بدل نہین سکتا

اول گھنون کے اجتماع کے لئے قید لگانا کہ کسی مدعی رسالت ومہدویت کے وقت مین نہین ہوا ہوگا۔ محض ایجاد بندہ ہے حدیث مین کوئی لفظ نہین ہے جو اسکی طرف اشارہ بھی کرتا ہو۔ بلکہ حدیث مین نہایت صفائی سے صرف اون دونون گھنون کو بے نظیر کہا ہی کہ جب سے دنیا ہوئی ہی ایسے گھن کبھی نہ ہوے ہونگے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ خلاف روایت محض مرزا صاحب کے اضافہ کو مان لیا جاے۔ اگر کسی ذی علم احمدی کو دعوے ہو تو اس قید کا ثبوت پیش کرے اور امام مہدی کی علامتین جو مکتوبات[ف] امام ربانی اور فتوحات مکیہ وغیرہ مین لکھی ہین اونھین پیش نظر رکھے **دوم** یہ کہ کوئی معمولی بات اتفاقاً کسی کے دعوے کے وقت مین ہونے سے کسی عظیم الشان امر کا نشان نہین ہوسکتی **سوم** یہ کہ اس سے قبل بھی بعض مدعیان نبوت ومہدویت کے وقت مین اس قسم کے گھنون کا اجتماع ہوا ہے۔ آئندہ اس کا ثبوت بیان ہوگا۔ اور بالفرض اگر اسکا ثبوت نہ ہو تو بھی مرزا صاحب کا دعوے ثابت نہین ہوسکتا اون کے دعوی کی غلطی دوسری دلیلون سے ثابت کردی گئی ہے۔

اب ان پانچون وجھون کی تفصیل نہایت غور اور تامل سے ملاحظہ کی جاے پہلے مین یہ بیان کرنا چاہتا ہون کہ رمضان شریف کی ۱۳-۲۸-کو گھنونکا اجتماع معمولی بات ہے جس طرح کے گھن مرزا صاحب کے دعوے کے بعد ہوئے

ف ان دونون کتابون کا حوالہ اسلئے دیا گیا ہے کہ بعض ذی علم احمدی انہین نہایت معتبر سمجھتے ہین اور اپنے مدعا کے ثبوت مین انکا حوالہ دیتے ہین (القاء ربانی دیکھا چاہیے) ورنہ کوئی ضرورت نہ تھی۔ ہم یہ کہتے ہین کہ دعوی نبوت یا رسالت کی قید لگانا قرآن مجید کے نص قطعی وصحیح حدیثون کے خلاف ہے کیونکہ قرآن وحدیث دونون سے ثابت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسیکو نبوت کا مرتبہ نہین مل سکتا پھر کوئی سچا مہدی مدعی نبوت کیونکر ہوسکتا ہی ۱۲

ہین وہ محض غلط ہین کوئی ذی علم اور بالخصوص عربی علم ادب اور زبان عرب سے واقفیت رکھنے والا وہ معنی ہرگز نہین کرے گا جو مرزا صاحب نے کئے ہین بلکہ مرزا صاحب کے معنی کو بالیقین غلط بتاے گا - ہان جو اپنے علم اور عقل کو مرزا صاحب پر نثار کر کے معرا ہوگیا ہو اوسکا ذکر نہین ہے -

تیسری وجہ - سنہ ۱۳۱۲ھ کا گہن ایک معمولی گہن تھا جو اپنے وقت پر ہوا بعینہ اسی طرح سے کے گہن پہلے بھی بہت ہو چکے ہین اور آئندہ بھی ہونگے جیسا عنقریب ظاہر ہوجائے گا - پھر ایک معمولی بات کو عظیم الشان امر کا نشان قرار دینا کسی صاحب عقل کا کام نہین ہے اور پھر ایسی بے عقلی کی بات کو حضرت سرور انبیا علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف منسوب کرنا کسی صاحب عقل مسلمان کا کام نہیں ہوسکتا -

چوتھی وجہ - مذکورہ گہن کو حدیث کا مصداق قرار دینا بالکل غلط ہے حدیث کے چار جملے اس غلطی کو نہایت صفائی سے ظاہر کرتے ہین جس کی تشریح ناظرین آئندہ ملاحظہ کرین گے -

پانچوین وجہ - مرزا صاحب نے اس گہن کے نشان بنانے کے لئے دعوے کی قید لگائی ہے اور یہ کہا ہے کہ رمضان کے ان تاریخون مین دونون گہنوں کا اجتماع کسی مدعی رسالت ونبوت کے وقت مین نہین ہوا ہوگا بلکہ اوسی مہدی کے دعوے کے وقت مین ایسا ہوگا مگر یہ دعوی بھی کئی طریقے سے غلط ہے -

---

ملہ حقیقۃ الوحی صہ ۱۹۴ سطر ۱۸ و ۱۹ ملاحظہ ہو ۱۲

تک کی مسٹر کیتھ کی فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ سو برس کے عرصہ مین پانچ
مرتبہ سورج گہن اور چاند گہن کا اجتماع رمضان شریف مین ہوا اور حدائق النجوم
کی فہرست مین ترسٹھ برس کے اندر تین گہنون کا اجتماع رمضان شریف
مین لکھا ہے - چونکہ یہ تین اجتماع ایسے ہین کہ دونون کتابون کے مولف اسپر
متفق ہین اور ان تینون گہنون کے دیکھنے والے بھی اسوقت تک موجود
ہین اور ان گہنون کا ظہور بھی بالاتفاق ۱۳ - رمضان شریف اور ۲۸ -
کو ہوا ہے اس لئے مین صرف پینتالیس ۴۵ برس کے گہنون کی فہرست
ان دونون کتابون سے نقل کرتا ہون تاکہ معلوم ہوجائے کہ اس قلیل مدت
مین تین مرتبہ ایسے گہنون کا اجتماع رمضان مین ہوا پھر دنیا کی ابتدا سے
اس کثیر مدت مین کسقدر ہوا ہوگا - اسے خیال کرو -

سلہ یہ تقریر مرزا صاحب کے خیال کے بموجب کی گئی ہے ورنہ ہر ایک ذی علم سمجھتا ہے کہ اگر اس اجتماع کو نشان قرار دیا جائے گا تو صرف ایک نشان ثابت ہوگا اور حدیث میں نہایت صاف طور سے دو نشانون کی پیشین گوئی کی ہے اور ہر ایک نشان کو بے نظیر کہا ہے اسلئے اگر ۱۳ تاریخ اور ۲۸ رمضان کو گہن ہونا نشان ہے تو حدیث کے بموجب ہر ایک گہن کو نشان ہونا چاہئے اور ہر ایک کو بے نظیر ہونا چاہئے مگر مذکورہ فہرست سے ظاہر ہے کہ نوّے ۹۰ برس کے عرصہ مین چاند گہن رمضان کے ۱۳ کو پانچ مرتبہ ہوا یعنی سنہ ۱۲۶۳ھ اور سنہ ۱۲۶۷ھ اور سنہ ۱۲۹۱ھ اور سنہ ۱۳۱۰ھ و سنہ ۱۳۱۱ھ اور سنہ ۱۳۱۲ھ ہے اور سورج گہن ۲۸ رمضان کو ۴۶ برس مین چھ مرتبہ ہوا اور دونون کا اجتماع ان تاریخون مین تین مرتبہ ہوا - پھر کیا ایسے ہی گہن نشان و معجزہ ہوسکتی ہین - ذرا ہوش کرکے جواب دو -

اسی طرح اونکے دعوی سے قبل بھی ہوئے ہین جس طرح چاند گہن کے لئے عادۃ اللہ یہ ہے کہ تاریخ ۱۳-۱۴-۱۵-کو ہو اور سورج گہن ۲۷-۲۸-۲۹-کو ہو اسیطرح یہ بھی عادۃ اللہ ہے کہ دورہ مقررہ اور اوقات معینہ کے بعد دونون کا اجتماع ایک ماہ مین ہو۔ اب وہ مہینہ رمضان شریف کا ہو یا دوسرا مہینہ ہو۔ اگر علم کے ساتھ طلب تحقیق اور دل مین حق پسندی ہے تو علم ہئیت و نجوم کی کتابون کو دیکھئے۔ اگر آپ بنظر تحقیق دیکھینگے تو بالیقین میرے بیان کی تصدیق کرین گے۔

ناظرین! یہ امر ظاہر ہے کہ جس طرح علم رمل اور نجوم وغیرہ سے گذشتہ اور آئندہ کی خبرین معلوم ہوتی ہین اور بہت رمال و نجومی وہ خبرین شائع کیا کرتے ہین اسی طرح علم ہئیت اور نجوم کے ماہر گذشتہ اور آئندہ کے گہنون کو بیان کرتے ہین اور اپنی کتابون مین لکھ گئے ہین اس وقت میرے پاس اس فن کی دو کتابین موجود ہین مسٹر کیتھ کی کتاب **یوز آف دی گلوبس** اور **حدائق النجوم**[1] پہلی کتاب انگریزی مین ہے اور دوسری فارسی مین ان دونون کتابون مین لکھنے کے وقت آئندہ گہنون کی فہرست دی ہے مسٹر کیتھ نے پورے سو برس کی فہرست دی ہے یعنی سنہ ۱۸۰۱ع سے سنہ ۱۹۰۰ع

[1] یہ مطبوعہ کتاب فارسی زبان مین ہئیت فیثاغورثی کے بیان مین ۱۱۵۸ صفحون پر سنہ ۱۲۵۶ھ مین مطبع محمدی لکھنؤ مین چھپی ہے اسوقت نہایت کمیاب ہے جو فہرست گہنون کی نقل کی گئی ہے وہ صفحہ ۱۲۱۷ سے صفحہ ۱۲۳۱ تک ہے اور مسٹر کیتھ کی کتاب کا جو نسخہ میرے پاس ہے وہ لندن مین ۱۸۶۹ع مین چھپا ہے اور اسکے صفحہ ۲۷۳ سے صفحہ ۲۷۶ تک یہ فہرست ہے یہ کتاب بھی اندنون کمیاب ہے ۱۲

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	کلی یا جزئی	سن عیسوی	سن ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن — انگریزی — مہینہ	انگریزی — تاریخ	عربی — مہینہ	عربی — تاریخ	دوپہر دن یا آدھی رات کے بعد
۱۴	چاند	جزئی	۱۸۵۶	۱۲۷۲	اپریل	۲۰	شعبان	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۵	سورج		〃	۱۲۷۳	ستمبر	۲۹	محرم	۲۸	〃
۱۶	چاند	جزئی	〃	〃	اکتوبر	۱۳	صفر	۱۳	دوپہر کے بعد
۱۷	سورج		۱۸۵۷	۱۲۷۴	ستمبر	۱۸	محرم	۲۸	آدھی رات کے بعد
۱۸	چاند	جزئی	۱۸۵۸	〃	فروری	۲۷	رجب	۱۲	دوپہر کے بعد
۱۹	سورج		〃	〃	مارچ	۱۵	رجب	۲۸	〃
۲۰	چاند	جزئی	〃	۱۲۷۵	اگست	۲۴	محرم	۱۴	〃
۲۱	چاند	کلی	۱۸۵۹	〃	فروری	۱۷	رجب	۱۳	آدھی رات کے بعد
۲۲	سورج		〃	〃	جولائی	۲۹	ذی الحجہ	۲۸	دوپہر کے بعد
۲۳	چاند	کلی	〃	۱۲۷۶	اگست	۱۳	محرم	۱۳	〃
۲۴	چاند	جزئی	۱۸۶۰	〃	فروری	۷	رجب	۱۴	آدھی رات کے بعد
۲۵	سورج		〃	〃	جولائی	۱۸	ذی الحجہ	۲۸	دوپہر کے بعد
۲۶	چاند	جزئی	〃	۱۲۷۷	اگست	۱	محرم	۱۳	〃

گہنون کی فہرست ملاحظہ ہو

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	جزئی یا کلی	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر دن یا آدھی رات
۱	چاند	جزئی	۱۸۵۱	۱۲۶۷	جنوری	۱۷	ربیع الاول	۱۳	دوپہر کے بعد
۲	**چاند**	**جزئی**	〃	〃	**جولائی**	**۱۳**	**رمضان**	**۱۳**	**آدھی رات کے بعد**
۳	**سورج**		〃	〃	**جولائی**	**۲۸**	**رمضان**	**۲۸**	**دوپہر کے بعد**
۴	چاند	کلی	۱۸۵۲	۱۲۶۸	جنوری	۷	ربیع الاول	۱۴	آدھی رات کے بعد
۵	چاند	کلی	〃	〃	جولائی	۱	رمضان	۱۲	دوپہر کے بعد
۶	سورج		〃	۱۲۶۹	دسمبر	۱۱	صفر	۲۸	آدھی رات کے بعد
۷	چاند	جزئی	〃	〃	دسمبر	۲۶	ربیع الاول	۱۴	دوپہر کے بعد
۸	چاند	جزئی	۱۸۵۳	〃	جون	۲۱	رمضان	۱۳	آدھی رات کے بعد
۹	چاند	〃	۱۸۵۴	۱۲۷۰	مئی	۱۲	شعبان	۱۴	دوپہر کے بعد
۱۰	چاند	〃	〃	۱۲۷۱	نومبر	۴	صفر	۱۲	دوپہر کے بعد
۱۱	چاند	کلی	۱۸۵۵	〃	مئی	۲	شعبان	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۲	سورج		〃	〃	مئی	۱۶	شعبان	۲۸	〃
۱۳	چاند	کلی	〃	۱۲۷۲	اکتوبر	۲۵	صفر	۱۳	〃

ضان شریف
گہنون کا پہلا
اجتماع

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	سورج گہن یا چاند گہن	کلی یا جزئی	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر دن یا آدھی رات کے بعد
۴۰	سورج		۱۸۶۵	۱۲۸۲	اکتوبر	۱۹	جمادی الاولیٰ	۲۸	دوپہر کے بعد
۴۱	سورج		۱۸۶۶	″	مارچ	۱۶	شوال	۲۸	″
۴۲	چاند	کلی	″	″	مارچ	۳۱	ذی قعدہ	۱۳	آدھی رات کے بعد
۴۳	چاند	کلی	″	۱۲۸۳	ستمبر	۲۴	جمادی الاولیٰ	۱۴	دوپہر کے بعد
۴۴	سورج		۱۸۶۷	″	مارچ	۶	شوال	۲۸	آدھی رات کے بعد
۴۵	چاند	جزئی	″	″	مارچ	۲۰	ذی قعدہ	۱۳	″
۴۶	چاند	جزئی	″	۱۲۸۴	ستمبر	۱۴	جمادی الاولیٰ	۱۵	″
۴۷	سورج		۱۸۶۸	″	اگست	۱۸	ربیع الثانی	۲۸	″
۴۸	چاند	جزئی	۱۸۶۹	″	جنوری	۲۸	شوال	۱۴	″
۴۹	چاند	جزئی	″	۱۲۸۶	جولائی	۲۳	ربیع الثانی	۱۳	دوپہر کے بعد
۵۰	سورج		″	″	اگست	۷	ربیع الثانی	۲۸	″
۵۱	چاند	کلی	۱۸۷۰	″	جنوری	۱۷	شوال	۱۴	″
۵۲	چاند	کلی	″	۱۲۸۷	جولائی	۱۲	ربیع الثانی	۱۳	″

گہنوں کی فہرست

نمبر سلسلہ	چاند گہن یا سورج گہن	گہن کلی یا جزئی	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن — انگریزی — مہینہ	تاریخ	عربی — مہینہ	تاریخ	دوپہر دن یا آدھی رات سے بعد
۲۷	سورج		۱۸۶۱	۱۲۷۷	جنوری	۱۱	جمادی الثانی	۲۸	آدھی رات کے بعد
۲۸	سورج		〃	〃	جولائی	۸	ذی الحجہ	۲۹	〃
۲۹	چاند	جزئی	〃	۱۲۷۸	دسمبر	۱۷	جمادی الثانی	۱۴	〃
۳۰	سورج		〃	〃	دسمبر	۳۱	جمادی الثانی	۲۸	دوپہر کے بعد
۳۱	چاند	کلی	۱۸۶۲	〃	جون	۱۲	ذی الحجہ	۱۳	آدھی رات کے بعد
۳۲	چاند	کلی	〃	۱۲۷۹	دسمبر	۶	جمادی الثانی	۱۳	〃
۳۳	سورج		〃	〃	دسمبر	۲۱	جمادی الثانی	۲۸	〃
۳۴	سورج		۱۸۶۳	〃	مئی	۱۷	ذی قعدہ	۲۷	دوپہر کے بعد
۳۵	چاند	کلی	〃	〃	جون	۲	ذی الحجہ	۱۳	آدھی رات کے بعد
۳۶	چاند	جزئی	〃	۱۲۸۰	نومبر	۲۵	جمادی الثانی	۱۳	〃
۳۷	سورج		۱۸۶۴	〃	مئی	۶	ذی قعدہ	۲۹	〃
۳۸	چاند	جزئی	۱۸۶۵	۱۲۸۱	اپریل	۱۱	ذی قعدہ	۱۴	〃
۳۹	چاند	جزئی	〃	۱۲۸۲	اکتوبر	۴	جمادی الاولے	۱۳	دوپہر کے بعد

گہنوں کی فہرست

نمبر تعداد	چاند گہن یا سورج گہن	گہن کلی یا جزئی	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		دوپہر دن یا آدھی رات کے بعد
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	
۶۶	چاند	جزئی	۱۸۷۴	۱۲۹۱	اکتوبر	۲۵	رمضان	۱۳	آدھی رات کے بعد
۶۷	سورج		۱۸۷۵	۱۲۹۲	اپریل	۶	صفر	۲۸	"
۶۸	سورج		"	"	ستمبر	۲۹	شعبان	۲۸	دوپہر دن کے بعد
۶۹	چاند	جزئی	۱۸۷۶	۱۲۹۳	مارچ	۱۰	صفر	۱۳	آدھی رات کے بعد
۷۰	چاند	جزئی	'	"	ستمبر	۳	شعبان	۱۴	دوپہر دن کے بعد
۷۱	چاند	کلی	۱۸۷۷	۱۲۹۴	فروری	۲۷	صفر	۱۳	"
۷۲	سورج		"	"	مارچ	۱۵	صفر	۲۹	آدھی رات کے بعد
۷۳	سورج		"	"	اگست	۹	رجب	۲۸	"
۷۴	چاند	کلی	"	"	اگست	۲۳	شعبان	۱۳	دوپہر دن کے بعد
۷۵	چاند	کلی	۱۸۷۸	۱۲۹۵	فروری	۱۷	صفر	۱۴	آدھی رات کے بعد
۷۶	سورج		"	"	جولائی	۲۹	رجب	۲۸	دوپہر کے بعد
۷۷	چاند	جزئی	"	"	اگست	۱۳	شعبان	۱۳	آدھی رات کے بعد
۷۸	سورج		۱۸۷۹	۱۲۹۶	جنوری	۲۲	محرم	۲۸	دوپہر کے بعد

گہنون کی فہرست

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	کامل یا جزئی	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر دن یا آدھی رات کے بعد
۵۳	سورج		۱۸۷۰	۱۲۸۷	دسمبر	۲۲	رمضان	۲۸	دوپہر کے بعد
۵۴	چاند	جزئی	۱۸۷۱	"	جنوری	۶	شوال	۱۳	"
۵۵	سورج		"	۱۲۸۸	جون	۱۸	ربیع الاول	۲۸	آدہی رات کے بعد
۵۶	چاند	جزئی	"	"	جولائی	۲	ربیع الثانی	۱۳	دوپہر دن کے بعد
۵۷	سورج		"	"	دسمبر	۱۲	رمضان	۲۸	آدھی رات کے بعد
۵۸	چاند	جزئی	۱۸۷۲	۱۲۸۹	مئی	۲۲	ربیع الاول	۱۳	دوپہر کے بعد
۵۹	سورج		"	"	جون	۶	ربیع الاول	۲۸	آدھی رات کے بعد
۶۰	چاند		"	"	نومبر	۱۵	شعبان	۱۳	"
۶۱	چاند	کلی	۱۸۷۳	۱۲۹۰	مئی	۱۲	ربیع الاول	۱۴	"
۶۲	سورج		"	"	مئی	۲۶	ربیع الاول	۲۸	"
۶۳	چاند	کلی	"	"	نومبر	۴	رمضان	۱۲	دوپہر دن کے بعد
۶۴	چاند	جزئی	۱۸۷۴	۱۲۹۱	مئی	۱	ربیع الاول	۱۴	"
۶۵	سورج		"	"	اکتوبر	۱۰	شعبان	۲۸	آدہی رات کے بعد

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	گہن کلی یا جزئی	سن عیسوی	سن ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر دن یا آدھی رات کے بعد
۹۲	سورج		۱۸۸۳	۱۳۰۰	اکتوبر	۳۱	ذی الحجہ	۲۹	آدھی رات کے بعد
۹۳	سورج		۱۸۸۴	۱۳۰۱	مارچ	۲۷	جمادی الاولیٰ	۲۸	
۹۴	چاند	کلی	"	"	اپریل	۱۰	جمادی الثانی	۱۳	دوپہر کے بعد
۹۵	چاند	کلی	"	"	اکتوبر	۴	ذی الحجہ	۱۴	
۹۶	سورج		"	"	اکتوبر	۱۹	ذی الحجہ	۲۹	آدھی رات کے بعد
۹۷	چاند	جزئی	۱۸۸۵	۱۳۰۲	مارچ	۳۰	جمادی الثانی	۱۲	دوپہر کے بعد
۹۸	چاند	جزئی	"	"	ستمبر	۲۴	ذی الحجہ	۱۴	آدھی رات کے بعد
۹۹	سورج		۱۸۸۶	۱۳۰۳	اگست	۲۹	ذی قعدہ	۸	دوپہر کے بعد
۱۰۰	چاند	جزئی	۱۸۸۷	۱۳۰۴	فروری	۸	جمادی الاولیٰ	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۰۱	چاند	جزئی	"	"	اگست	۳	ذی قعدہ	۱۲	دوپہر کے بعد
۱۰۲	سورج		"	"	اگست	۱۹	ذیقعدہ	۲۸	آدھی رات کے بعد
۱۰۳	چاند	کلی	۱۸۸۸	۱۳۰۵	جنوری	۲۸	جمادی الاولیٰ	۱۴	دوپہر کے بعد
۱۰۴	چاند	کلی	"	"	جولائی	۲۳	ذی قعدہ	۱۳	آدھی رات کے بعد

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	گہن کلی یا جزئی	سن عیسوی	سن ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر دن یا آدھی رات کے بعد
۷۹	سورج		۱۸۷۹	۱۲۹۶	جولائی	۱۹	رجب	۲۸	آدھی رات کے بعد
۸۰	چاند	جزئی	"	۱۲۹۷	دسمبر	۲۸	محرم	۱۴	دوپہر کے بعد
۸۱	سورج		۱۸۸۰	"	جنوری	۱۱	محرم	۲۸	"
۸۲	چاند	کلی	"	"	جون	۲۲	رجب	۱۳	"
۸۳	چاند	کلی	"	۱۲۹۸	دسمبر	۱۶	محرم	۱۳	"
۸۴	سورج		"	"	دسمبر	۳۱	محرم	۲۸	"
۸۵	سورج		۱۸۸۱	"	مئی	۲۸	جمادی الثانی	۲۹	آدھی رات کے بعد
۸۶	چاند	کلی	"	"	جون	۱۲	شعبان	۱۴	"
۸۷	چاند	جزئی	"	۱۲۹۹	دسمبر	۵	محرم	۱۳	دوپہر کے بعد
۸۸	سورج		۱۸۸۲	"	مئی	۱۷	جمادی الثانی	۲۸	آدھی رات کے بعد
۸۹	سورج		"	"	نومبر	۱۱	ذی الحجہ	۲۹	"
۹۰	چاند		۱۸۸۳	۱۳۰۰	اپریل	۲۲	جمادی الثانی	۱۴	دوپہر کے بعد
۹۱	چاند	جزئی	"	"	اکتوبر	۱۶	ذی الحجہ	۱۴	آدھی رات کے بعد

گہنون کی فہرست

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	کلی یا جزئی	سن عیسوی	سن ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن — انگریزی: مہینہ	انگریزی: تاریخ	عربی: مہینہ	عربی: تاریخ	دوپہر دن یا آدھی رات کے بعد
۱۱۹	چاند	جزئی	۱۸۹۴	۱۳۱۲	ستمبر	۱۵	ربیع الاول	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۲۰	سورج		″	″	ستمبر	۲۹	ربیع الاول	۲۸	″
۱۲۱	چاند	کلی	۱۸۹۵	″	مارچ	۱۱	رمضان	۱۳	آدھی رات کے بعد
۱۲۲	سورج		″	″	مارچ	۲۶	رمضان	۲۸	
۱۲۳	سورج		″	۱۳۱۳	اگست	۲۰	صفر	۲۸	دوپہر کے بعد
۱۲۴	چاند	کلی	″	″	ستمبر	۴	ربیع الاول	۱۴	آدھی رات کے بعد

رمضان شر[illegible] مین گہنونکا تیس[illegible] اجتماع

یہ پینتالیس برس کے گہنون کی فہرست ہی جو حدائق النجوم فارسی اور مسٹر کیتھ کی انگریزی کتاب یوز آف دی گلوبس سی نقل کی گئی ہی صرف سن ہجری کی مطابقت زیادہ کر دی گئی ہے اس فہرست مین دو باتون کی طرف توجہ دلاتا ہون پہلی بات یہ ہی کہ اس فہرست سی معلوم ہوا کہ ماہر علم ہیئت اور نجوم نے خاص گہن کے متعلق ایکسو چوبیس ۱۲۴ پیشین گوئیان کین اسطرح پر کہ انکے ہونے کی تاریخ اور وقت بیان کر دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ گہن پورا ہوگا یا پورا نہ ہوگا اور وہی کے مطابق ظہور مین آیا۔ کیونکہ یہ کتابین مدتون سے چھپی ہوئی مشہور ہین

گہنون کی فہرست

نمبر سلسلہ	چاند گہن یا سورج گہن	کلی یا جزئی	سن عیسوی	سن ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن — انگریزی: مہینہ	انگریزی: تاریخ	عربی: مہینہ	عربی: تاریخ	دوپہر دن یا آدھی رات کے بعد
۱۰۵	چاند	جزئی	۱۸۸۹	۱۳۰۶	جنوری	۱۷	جمادی الاولی	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۰۶	چاند	جزئی	〃	〃	جولائی	۱۲	ذی قعدہ	۱۳	دوپہر کے بعد
۱۰۷	سورج		〃	۱۳۰۷	دسمبر	۲۲	ربیع الثانی	۲۸	〃
۱۰۸	چاند	جزئی	۱۸۹۰	〃	جون	۳	شوال	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۰۹	سورج		〃	〃	جون	۱۷	شوال	۲۸	〃
۱۱۰	چاند	جزئی	〃	۱۳۰۸	نومبر	۲۶	جمادی الاولی	۱۳	دوپہر کے بعد
۱۱۱	چاند	کلی	۱۸۹۱	〃	مئی	۲۳	شوال	۱۴	〃
۱۱۲	سورج		〃	〃	جون	۶	شوال	۲۸	〃
۱۱۳	چاند	کلی	〃	۱۳۰۹	نومبر	۱۶	ربیع الثانی	۱۳	آدھی رات کے بعد
۱۱۴	چاند	جزئی	۱۸۹۲	〃	مئی	۱۱	شوال	۱۳	دوپہر کے بعد
۱۱۵	چاند	کلی	〃	۱۳۱۰	نومبر	۴	ربیع الثانی	۱۳	〃
۱۱۶	سورج		۱۸۹۳	〃	اپریل	۱۶	رمضان	۲۸	〃
۱۱۷	چاند	جزئی	۱۸۹۴	۱۳۱۱	مارچ	۲۱	رمضان	۱۳	دوپہر کے بعد
۱۱۸	سورج		〃	〃	اپریل	۶	رمضان	۲۸	آدھی رات کے بعد

مان شریف
ونکا دوسرا
جتماع

صحیح بھی ہوتی ہین البتہ انبیاے کرام کی پیشین گوئیان سب سچی ہوتی ہین اونہین غلط فہمی وغیرہ کا احتمال ہی نہین ہوسکتا مگر چونکہ پیشین گوئی کرنا اور اوسکا سچا ہوجانا مشترک امر ہے اسلئے اوسے صداقت کی معیار نہین کہہ سکتے - البتہ انبیاے کرام کی نبوت و رسالت چونکہ اور دلیلون اور معجزے سے ثابت ہوتی ہے اسلئے اون کی پیشین گوئیان سچی اور منجانب اللہ ہوتی ہین اور دلائل نبوت کی مؤید اور روشن کرنے والی - یہی وجہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پیشین گوئیان فرمائین اور جنکا وقت گذر چکا وہ سب[۵] پوری ہوئین مگر آپ نے کسی وقت اونھین اپنی صداقت مین پیش نہین فرمایا - اور طالبین معجزے کو کسی پیشین گوئی کا حوالہ نہین دیا جماعت احمدیہ اس پر غور کرکے دیکھے کہ وہ کیسی غلطی مین پڑی ہے اور مرزا صاحب کی پیشین گوئیون کو صداقت مین پیش کیا کرتی ہے حالانکہ اونکی اکثر پیشین گوئیان غلط ثابت ہوئین خصوصًا وہ جنہین اونھون نے نہایت ہی عظیم الشان کہہ کر اپنے دعوے کی صداقت مین پیش کیا تھا اس بیان سے دو طور سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹) ہے ذو - مرزا صاحب کا بیان تو یہی کہہ رہا ہے کہ ان سب کو رسول ہونا چاہئے کیونکہ یہ لوگ پیشین گوئی کرتے ہین اور پیشین گوئی کرنا غیب کی خبر دینا ہے اور غیب کی خبر وہی دیتا ہے جو خدا کا رسول ہے اسلئے جو پیشین گوئی کرے وہ خدا کا رسول ہے - اب جماعت احمدیہ سے کوئی دریافت کرے کہ مرزا صاحب کی یہی قرآن دانی ہے کہ آیت کا مطلب ایسا غلط بیان کرتے ہین جس کی غلطی کسی پر پوشیدہ نہین رہ سکتی اور مخالفین اسلام کو پورے طور سے مضحکہ کا موقع ملتا ہے - اس آیت کے صحیح معنی حق فیصلہ آسمانی حصہ سوم کے صفحہ ۶۷ و ۶۸ مین بیان کئے ہین وہان دیکھنا چاہئے - غرضکہ قرآن مجید سے یہ ثابت کرنا کہ پیشین گوئی رسول خدا کے سوا کوئی نہین کرسکتا محض غلط ہے ۱۲

[۵] اور مرزا صاحب کا یہ کہنا لحد ببیہ والی پیشین گوئی وقت اندازکردہ پر پوری نہ ہوئی محض غلط ہے اس کی تفصیل ہین مین نے ایک خاص مضمون لکھا ہے یہ جھوٹا الزام جماعت احمدیہ کی زبان پر خوب مشتق ہے - جہلا کو بھی سکھا دیا گیا ہے - جب کسی نے مرزا صاحب کی غلط پیشین گوئیان پیش کین تو یہی جواب دیتے ہین کہ رسول اللہ

مگر کسی نے غلطی کا الزام نہین دیا۔ جو کہہن اس وقت کے لوگون کے سامنے ہوئے وہ علانیہ اوس پیشین گوئی کے مطابق پائے گئے۔ اسی پر ماہرین علم رمل و جفر کو قیاس کرنا چاہیئے کہ وہ گذشتہ اور آئندہ ہر ایک بات کی خبر دیتے ہین اسی طرح علم کہانت ہی پیشتر عرب مین کاہن ہوتے تھے اور آئندہ کی خبرین دیا کرتے تھے۔ مین نے رسالہ **دلائل حقانی** کی تیسری دلیل مین ایک بغدادی کاہنہ کا ذکر کیا ہے جس کی پیشین گوئیونکا امتحان خراسان کے بادشاہ نے کیا۔ اہل کمال علمانے تیس ۳۰ برس تک امتحان کیا اور اوس کی سب پیشین گوئیون کو سچا پایا۔ اسی طرح علم رمل وغیرہ کے ماہرین کی پیشین گوئیان بھی سچی ہوتی ہین۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ جس قدر اونھین اون علوم مین کمال اور تجربہ ہوگا اوسی قدر اونکی پیشین گوئیان سچی ہونگی۔ ممکن ہے کہ کسی کو ایسا کمال اور تجربہ ہو کہ اوسکی ساری پیشین گوئیان سچی نکلین اس کے غلط ہونے پر کوئی دلیل قرآن وحدیث مین نہین معلوم ہوتی۔ اس سے بالیقین معلوم ہوا کہ پیشین گوئی ایسی چیز نہین ہے جو کسی مقدس کے لئے معیار صداقت ہو سکے کیونکہ پیشین گوئی ایسے انسان بھی کرتے ہین جو مقدس نہین ہین اور اون کی پیشین گوئیان

سلہ البتہ مرزا صاحب حقیقۃ الوحی مین اپنی قرآن دانی کے زعم مین قرآن شریف سے اس دعوے کو ثابت کرنا چاہتے ہین اور آیت ذیل پیش کرتے ہین عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ یعنی اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہین کرتا۔ بجز اوسکے جسے اوس نے اپنی رسالت کے لئے پسند کیا ہو۔ اس آیت سے یہ مطلب ثابت کرنا چاہتے ہین کہ نبی اور رسول کے سوا کوئی غیب کی خبر نہین دے سکتا اور ظاہر ہے کہ پیشین گوئی کرنا غیب کی خبر دینا ہے اسلئے پیشین گوئی وہی کریگا جو خدا کا رسول ہوگا۔

بھائیو یہ کیسی غلط فہمی یا بد نیتی ہے کہ محض غلط بات کو قرآن شریف کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ کیا تم اس سے واقف نہین ہو کہ نجومی اور رمال وغیرہ پیشین گوئیان کیا کرتے ہین پھر کیا یہ سب خدا کے رسول ہین؟ خدا سے ڈر کر اسکا جواب

اور اوس کے دیکھنے والے اس وقت تک موجود ہین ان گہنون کی تاریخ وہی ۱۳-
اور ۲۸ رمضان ہے جن تاریخون کے گہنون کو مرزا صاحب مہدی کا نشان
کہتے ہین اوس وقت مرزا صاحب کی عمر گیارہ یا بارہ برس کی ہوگی کیونکہ اونہون نے
کتاب البریہ کے صفحہ ۱۴۶ مین اپنی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء کی بتائی ہے غرضکہ ۵
یہ گہن اون کے دعوے سے بہت پہلے ہے اس گہن کا اجتماع رمضان کے ۱۳-
۲۸ کو ایسا صحیح ہے کہ دو ماہر فن نجوم کے لکھنے کے علاوہ نہایت معتبر اہل کمال
اور بعض دیگر سن رسیدہ حضرات اپنا معائنہ و مشاہدہ بیان کرتے ہین-

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱) کر دیا ہے کہ سچے رسول کی ایک پیشین گوئی بھی جھوٹی نہین ہوسکتی جسکی ایک پیشین گوئی بھی جھوٹی ہوجائے وہ قطعاً جھوٹا ہے ۱۲

۵ بعض نادان مرزائیون کو دیکہا کہ وہ اس گہن کو بھی مرزا صاحب ہی کا نشان سمجھتے ہین- کہتے ہین کہ ایک نشان دعوی سے قبل ہوا اور ایک بعد ہوا مگر یہ کہنا خود مرزا صاحب کے قول کے خلاف ہے اونکے مریدین کو چونکہ راستی سے کچھ واسطہ نہین ہے اس لئے ناواقفون کے روبرو جیسا موقع دیکھتے ہین ویسی بات بنا دیتے ہین اس کا جواب ملاحظہ ہو ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۴۶ مین مرزا صاحب نے حدیث کا ترجمہ لکھا ہے اوس مین وہ صاف لکھتے ہین کہ وہ دونون نشان مہدی کے وقت مین ہون گے ۱۲۶۷ھ کا گہن مرزا صاحب کے ادعا کے وقت مین نہین ہے بلکہ اوس وقت مین ہے کہ اس دعوی کا اونہین خیال بھی نہ ہوگا- پھر صفحہ ۵ مین لکھتے ہین کہ نشانون کے ظاہر کرنے کے لئے سنت اللہ یہی ہے کہ وہ سچے مدعی کے دعوی کی تصدیق کے لئے ہوتے ہین- بلکہ ایسے وقت مین ہوتے ہین جبکہ اس مدعی کی تکذیب سرگرمی سے کی جائے (اسکے بعد لکھتے ہین) اس تحقیقات سے ثابت ہے کہ نشان کے لئے ضرور ہے کہ تکذیب کے بعد ظاہر ہو اس آخر کے قول نے نہایت ہی صفائی سے ثابت کر دیا کہ ۱۲۶۷ھ کا گہن مرزا صاحب کے لئے نشان نہین ہوسکتا- کیونکہ وہ اون کے دعوے اور اوسکی تکذیب سے بہت پہلے ہے البتہ مرزا صاحب کے خیال کے موافق اگر اسے علامت کہا جائے تو علی محمد بابی کے لئے ہوگا کیونکہ اوسکے دعوے نبوت و مہدویت اور اوسکی تکذیب کے بعد یہ گہن ہوا ہے جس وقت اس کا خلیفہ اوسکے دعوی کو روشن کر رہا تھا یہ فرقہ اب تک اور دون کے ساتھ موجود ہے- لندن- فرانس- امریکہ- کلکتہ اور بمبی اور ملکون مین بھی اوس کے پیرو ہین- اور اب پھیرے سے ہین آ گئے ہین اور اون کا سرگروہ عبد البہاء ہے- لندن کی معزز میمن اوسکی مرید ہوگئے ہین اس فرقہ کو بہائیہ کہتے ہین اور بابی بھی کہتے ہین ۱۲

مرزا صاحب کی ناراستی ثابت ہوئی۔

ب کی دو ناراستیان

اول مرزا صاحب شہادۃ القرآن کے صفحہ ۵ مین لکھتے ہین کہ پیشین گوئیان کوئی معمولی بات نہین جو انسان کے اختیار مین ہو بلکہ اللہ جل شانہ کے اختیار مین ہے" یہ کیسا ناراست اور محض غلط دعوے ہے جسے کچھ بھی علم اور دنیا کی حالت پر نظر ہے وہ رمال اور نجومیون کی پیشین گوئیان دیکھتا ہے اور اون کے سچے ہونے کا بھی تجربہ کرتا ہے۔ **دوم** مرزا صاحب یہ بھی کہتے ہین کہ ہمارے صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشین گوئی سے بڑھکر اور کوئی امتحان نہین ہوسکتا (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۸۸) صداقت کا یہ معیار کسی نبی نے نہین بیان فرمایا۔ غرضکہ پیشین گوئی کو صداقت کا معیار بتانا صادقون کا کام نہین ہوسکتا اور نہ پیشین گوئی صداقت کی معیار ہوسکتی ہے کیونکہ مختلف قسم کے انسان پیشین گوئی کرتے ہین پیشین گوئی کرنا انبیا سے مخصوص نہین ہے **دوسری بات** یہ ہے کہ اس قلیل مدت یعنی پینتالیس برس مین تین مرتبہ چاندگہن اور سورج گہن کا اجتماع رمضان شریف کی **۱۳** تاریخ اور **۲۸** مین ہوا۔

پہلا اجتماع گہنونکا

۱۲۶۷ھ مین جو مطابق ہے **۱۸۵۱ء** کے اس گہن کا ظہور ہندوستان مین ہوا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰) کی بھی بعض پیشین گوئیان غلط ہوئی تھیں (استغفر اللہ) مرزا صاحب نے تو اپنے بچاؤ کے خیال کے لفظ وقت اندازہ کردہ زیادہ کیا تھا مگر عوام اسکو کیا سمجھ سکتے ہین انھون نے یہ سمجھ لیا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض پیشین گوئیان پوری نہین ہوئین اسی طرح مرزا صاحب کی بھی نہین ہوئین اس مین کوئی حرج نہین ہے حالانکہ یہ خیال محض غلط ہے۔ مین نے فیصلہ آسمانی کے حصہ سوم مین کتب سابقہ اور قرآن مجید سے ثابت

دار قطنی کی روایت کا مصداق قرار دیا ہے۔ مگر یہان غور کرنا چاہیے کہ چھیالیس برس کے گہنون مین یہ تیسری مرتبہ رمضان کی ۱۳-۲۸ تاریخ کو دونون گہنونکا اجتماع ہوا ہے پھر یہ گہن اوس حدیث کا مصداق کس طرح ہوسکتا ہے جس کی نسبت حدیث مین نہایت صاف طور سے یہ ارشاد ہے لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ۔ یہ جملہ حدیث کے شروع مین بھی ہے اور آخر مین بھی ہے آخر مین لَمْ تَكُوْنَا کی ضمیر یقینی طور سے چاندگہن اور سورج گہن کی طرف پھرتی ہے کوئی دوسرا مرجع اس ضمیر کا نہین ہوسکتا۔ اسلیے اس جملہ کے یہی معنی ہین کہ جب سے آسمان و زمین اللہ تعالے نے پیدا کیے ہین اوس وقت سے (لیکر امام مہدی کے وقت تک) ایسا چاندگہن اور سورج گہن کبھی نہ ہوا ہوگا۔ یعنی وہ دونون گہن ایسے بے مثل اور بے نظیر ہون گے کہ اوس سے پہلے کسی وقت اونکی نظیر نہیں مل سکتی۔ اس امر خوب نظر رہے کہ حدیث کے اس آخری جملہ مین خاص اون گہنون کو بے نظیر کہا ہے جن کا ذکر اس سے پہلے جملہ مین ہے اور اس سال کا گہن تو ایسا ہی کہ جسکی ایک نظیر اوس سے ایک سال پہلے یعنی ۱۳۱۱ھ مین موجود ہے پھر وہ بے نظیر کس طرح ہوسکتا ہے؟ اور جب وہ بے نظیر نہین ہے تو دار قطنی کی حدیث کا مصداق نہین ہوسکتا۔ اور لطف یہ ہے کہ پہلی نظیر جس وقت اور جس ملک مین پائی گئی اوس وقت اوس ملک مین ایک مدعی رسالت یعنی مسٹر ڈوئی موجود ہے اگرچہ وہ جھوٹا ہے مگر جس گہن کو مرزا صاحب سچے رسول کی علامت بیان کرتے ہین وہ علامت جھوٹے مدعی کیوقت اُسی کے ملک مین پائی گئی پھر یہ کیسی عقل پر پردے پڑے ہین کہ وہ علامت جو نہایت صاف طور سے جھوٹے کے وقت اور اُسکے ملک مین پائی جائے اُسی سچے رسول کی نشانی کہا جاتا ہے افسوس! بلکہ واقعات کا منکر کرکے یہ کہہ سکتے ہین کہ یہ دونون گہن

ب کی دونا

دوسرا اجتماع گہنونکا

سنہ ۱۳۱۱ھ کے رمضان مین ہوا جو سنہ ۱۸۹۴ء کے مطابق ہے اس گہن کا ظہور ہندوستان مین نہین ہوا بلکہ امریکہ مین ہوا جس وقت مسٹر ڈوئی مدعی مسیحیت وہان موجود تھا ہندوستانی جنتریون مین اس چاند گہن کی تاریخ ۱۲ اسے ۱۳ نہین ہے مرزا صاحب نے ہندوستان مین رہکر اسکی تاریخ بھی ۱۳ بتاتے ہین اور حقیقۃ الوحی مین اس گہن کو بھی اپنا نشان بتایا ہے اور محض غلط حوالہ دیدیا ہے کہ ایک حدیث مین آیا ہے مہدی کے وقت مین ایسے گہن دو مرتبہ ہونگے حالانکہ کسی حدیث مین یہ مضمون نہین ہے۔ اس صریح جھوٹ کے علاوہ اس گہن کا وجود ہندوستان مین نہین ہے جہان مرزا صاحب کا وجود ہے بلکہ اوس ملک مین ہے جہان اونکی طرح ایک دوسرا مدعی رسالت موجود ہے۔ اونکی عقل پر افسوس ہے کہ جو چیز ایک جھوٹے مدعی کے ملک مین اوسکے دعوے کے وقت مین پائی جائے اوسے مدعی صادق کی علامت کہتے ہین۔

مرزا صاحب کا غلط حوالہ

تیسرا اجتماع گہنون کا

سنہ ۱۳۱۲ھ کے رمضان شریف کی ۱۳-۱۸ مطابق ۲۶- مارچ کے ہوا یہی گہن ہے جسے مرزا صاحب نے اپنے لئے آسمانی شہادت ٹھہرایا ہے۔ اور

کون کون مدعی تھا۔ ذیل مین اوس کا حساب پیش کر کے اون مدعیونکا نام بتاتا ہون جو میرے علم مین ہین۔ اور واقع مین کئی ہوئے ہین اسکو زیادہ ماہرین تاریخ جان سکتے ہین

پہلا نقشہ

گہنونکے اجتماع کا رمضان کی ۱۳-۲۸ کو جو ۱۸۵۱ء مطابق ۱۲۶۷ھ کے گہن کے حساب کرنے سے ہوتا ہے

نمبر	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	نام مدعیان مہدویت یا نبوت	کیفیت
۱	۱۱۷	۷۳۶	طریف	دوسری صدی کی ابتدا مین یہ بادشاہ ہوا ہے اور صاحب شریعت نبی ہونیکا دعوی کیا سنہ ۱۲۶ھ مین یہ مرا اور اسکا بیٹا صالح بادشاہ ہوا اسکے دعوے کے وقت مین سنہ ۱۱۸ھ مین گہنونکا اجتماع ہوا پہلے شہادت آسمانی مین اسکے وقت مین دو مرتبہ گہنونکا اجتماع لکھا گیا ہے وہ ڈاکٹر عبد الحکیم کی کتاب سے نقل کیا گیا تھا اور یہان اوس قاعدہ سے لکھا گیا ہے جو ان سائی کلو پیڈیا مین لکھا ہے ڈاکٹر صاحب نے جو الذکر الحکیم نمبر ۶ مین گہنون کا نقشہ دیا ہے وہ اجتماع رمضان مین تو ہے مگر غالبًا یہ التزام نہین ہے کہ ۱۳-۲۸

یعنی سنہ ۱۳۱۱ و سنہ ۱۳۱۲ھ کے جھوٹونکی نشانی ہوئی پہلے امریکہ مین مسٹر ڈوئی کی علامت ہوئی اوسکے ایک سال کے بعد ہندوستان مین مرزا صاحب کی علامت کا ظہور ہوا۔ غرضکہ دونون جھوٹون کے وقت مین یہ دونون گہن پائے گئے۔ جس سے اس طرف اشارہ ہوا کہ ان دونون شخصون سے ان ملکون مین ایسی ہی تاریکی پھیل رہی ہے جیسے گہن سے تاریکی ہو جاتی ہے۔ مگر یہ گہن صادق کی علامت اور حدیث کا مصداق اسطرح نہین ہو سکتا کیونکہ حدیث کا مصداق تو وہی گہن ہو سکتا ہے جو بے نظیر ہو اور اس گہن کی ایک نظیر ۲ ہی برس پہلے موجود ہے اور دوسری نظیر چوالیس ۴۴ برس پہلے گذر چکی ہے غرضکہ دو نظیرین چھیالیس برس کے عرصہ مین بالیقین موجود ہین جنکے معائنہ اور مشاہدہ کرنے والے اسوقت تک زندہ ہین۔ اور اگر نظر کو وسیع کرکے دیکھا جاوے تو علم نجوم کے قاعدے کے رو سے سنہ ۱۱۷ھ سے سنہ ۱۳۱۲ھ تک اٹھارہ مرتبہ رمضان شریف کے انھین تاریخون مین گہنونکا اجتماع ہوا ہے۔ **انسائی کلوپیڈیا برٹینکا** کی جلد ۲۷ مین گہن کی حالت بیان کرکے ۷۶۳ برس قبل مسیح سے سنہ ۱۹۰۱ء تک کا تجربہ اوس کے مطابق بیان کیا ہے اوسکے بعد لکھا ہے کہ تحریر سابق سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ثابت شدہ یا مانے ہوئے گہن کے (۲۲۳) برس قبل اور بعد اوسی قسم کا گہن ہوتا ہے یعنی وہ مانا ہوا اور معینہ گہن جس وقت اور جس مہینہ مین جس طور کا ہوگا (۲۲۳) برس کے قبل اور بعد بھی ان ہی خصوصیات کے ساتھ ویسا ہی دوسرا ہوگا۔

اب ذیل کی مثال مین غور کرو کہ سنہ ۱۲۶۷ھ سے سنہ ۱۳۱۲ھ تک چھیالیس ۴۶ برس ہوتے ہین ان مین تین مرتبہ گہنون کا اجتماع رمضان کی **۱۳-۲۸** کو ہوا۔ اور اون کے دیکھنے والے موجود ہین اب ان تینون گہنون مین اوس قاعدے کو جاری کرکے دیکھا جاوے کہ کس کس وقت مین گہنون کا اجتماع رمضان کی **۱۳-۲۸** کو ہوا ہے اور اون وقتون مین

ب کی دونا

دوسرا نقشہ

گہنونکے اجتماع کا رمضان شریف کے ۱۳-۲۸ کو جو ۱۸۹۴ء مطابق سنہ ۱۳۱۱ھ کے گہن کے حساب کرنے سے ہوتا ہے

نمبر آیت	سن ہجری	سن عیسوی	نام مدعیان مہدویت یا نبوت	کیفیت
۷	۱۶۱	۷۷۹	صالح	صالح نے سنہ ۱۲۷ھ مین نبوت کا دعوی کیا۔
۸	۳۹۱	۱۰۰۲		اور اوسکے وقت مین دو مرتبہ گہنون کا اجتماع
	۶۲۱	۱۲۲۵		رمضان مین ہوا پہلے مرتبہ اس سن مین یعنی سنہ ۱۶۲ھ
۱۰	۸۵۰	۱۴۴۸		مین اسکے دعوے کی حالت رسالہ عبرت خیز مین
۱۱	۱۰۸۰	۱۶۷۱		دیکھنا چاہیے جو صحیفہ رحمانیہ کے نمبر ۸-۹ مین
				چھپا ہے۔ اوس مین تاریخ کا حوالہ مع صفحہ۔
				بتایا ہے۔
۱۲	۱۳۱۱	۱۸۹۴	مرزا صاحب	اس گہن کا ظہور ہندوستان مین نہین ہوا
				بلکہ امریکہ مین ہوا جس وقت مسٹر ڈوئی
				وہان مسیح موعود ہونے کا جھوٹا مدعی تھا

کیفیت	نام مدعیان مہدویت یا نبوت	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	نمبر شمار
کو ہوا اور میں جو نقشے لکھ رہا ہوں ان میں دی گئی ہیں جو رمضان کے ۱۳-۲۸ کو ہوئے ہیں۔				
۳۴۶ھ میں اپنے باپ ابو الانصار کے تخت سلطنت کا مالک ہوا اور نبوت کا دعوے کیا اور نہایت زور کی سلطنت ہوئی اور مغرب کے تمام قبیلوں کے سردار اسے سجدہ کرتے تھے ۳۶۸ھ میں یہ مارا گیا اور ۳۴۶ھ میں جو اسکے دعوے نبوت کا وقت ہے گہنوں کا اجتماع ہوا۔ تاریخ ابن خلدون ملاحظہ ہو۔ شاید کوئی احمدی کہدے کہ ہمنے سارا ابن خلدون چھان مارا مگر ابو منصور کا حال نہ ملا اسلئے میں نے رسالہ عبرت خیز میں ابن خلدون کی عبارت مع ترجمہ کے لکھدی ہے۔ اور اوسکی جلد اور صفحہ کا حوالہ بھی دیدیا ہے۔	ابو منصور عیسی	۹۵۹	۳۴۶	۲
		۱۱۸۲	۵۷۶	۳
		۱۴۵	۸۰۶	۴
		۱۶۲۸	۱۰۳۶	۵
		۱۸۵۱	۱۲۶۷	۶

١٧	١٠٨١	١٦٧٢		
١٨	١٣١٢	١٨٩٥	مرزا صاحب	

اس بیان سے نہایت روشن ہوگیا کہ ۱۳۱۲ھ کا گہن امام مہدی کا نشان کسی طرح نہین ہوسکتا - کیونکہ حدیث مین نہایت صفائی سے کہا گیا ہے کہ وہ ایسا گہن ہوگا کہ اوس سے قبل جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے ہین کسی وقت اوس طرح کے گہن نہ ہوئے ہون گے - اور اب معائنہ اور حرف نجوم کے ایک قاعدے سے معلوم ہوا کہ بارہ سو برس کے عرصہ مین اٹھارہ ۱۸ مرتبہ اسی قسم کے گہن ہوئے - اور بعض مرتبہ اون گہنون کے وقت مین مدعی نبوت بھی تھے - اسلئے اس گہن کو **دار قطنی** کی حدیث کا مصداق بتانا کسی راستباز صاحب عقل کا کام نہین ہوسکتا - اسے خوب یاد رکھنا چاہئے کہ ان نقشون کو دکھانا اور مدعیان نبوت کی نظیرون کو پیش کرنا ہمین ضرور نہین ہے - مرزا صاحب کے کذب ثابت کرنے کے لئے اس قدر کافی ہے کہ جس حدیث سے اونھون نے ایسا عظیم الشان دعوے ثابت کرنا چاہا ہے وہ حدیث صحیح نہین ہے - اور اگر صحیح مان لیا جائے تو اوسکے وہ معنے ہرگز نہین ہین - جو مرزا صاحب بیان کرتے ہین اسکی تشریح کامل طور سے بیان کی جائیگی - ان نقشون کا پیش کرنا خیر خواہانہ نظر سے ہے تا کہ وہ کسیطرح سمجھین

اون گہنون کے بے نظیر ہونے کے ثبوت مین مین نے اوس روایت کا ایک جملہ اس سے پیشتر نقل کیا ہے آئندہ بیان سے ظاہر ہوجائے گا کہ اس حدیث مین پانچ جملے ہین اور یہ پانچون جملے ثابت کرتے ہین کہ وہ گہن بے نظیر ہوگا اور اس بے نظیر ہونیکے

تیسرا نقشہ

گہنون کے اجتماع کا رمضان شریف کے ۱۳ - ۲۸ کو جو ۱۸۹۵ء مطابق ۱۳۱۲ھ کے گہن کے حساب کرنے سے ہوتا ہے -

کیفیت	نام مدعیان مہدویت یا نبوت	سن عیسوی	سن ہجری	نمبر
صالح کا دعوی نبوت پورے ۴۶ برس رہا اسکے دعوے کے وقت مین دو مرتبہ گہنون کا اجتماع رمضان کی ۱۳ - ۲۸ - کو ہوا جسطرح مرزا صاحب کے وقت مین ہوا - پہلی شہادت آسمانی مین اسکے وقت مین صرف ایکمرتبہ ۱۵۲ء مین گہن ہونا لکہا گیا ہے - وہ ڈاکٹر عبد الحکیم کی کتاب سے نقل کیا گیا ہے شاید وہ رمضان کی دوسری تاریخون مین ہو	صالح	۷۸۰	۱۶۲	۱۳
		۱۰۰۳	۳۹۳	۱۴
		۱۲۲۶	۶۲۲	۱۵
		۱۴۴۹	۸۵۲	۱۶

مرزا صاحب جو حقیقۃ الوحی مین اس دعوے کی صداقت مین یہ بھی پیش کرتے ہین کہ
بارہ برس پہلے اللہ تعالے نے مجھے اس نشان کی خبر دی تھی - مگر یہ محض غلط ہے بارہ برس
پہلے خاص اس پیشین گوئی کا ذکر مرزا صاحب نے نہین کیا - اور عام دعوے کر کے کسی خاص
واقعہ کو اوسکے ظہور کا مصداق بتانا کسی راست گو کا کام نہین ہو سکتا - اور اگر
حدائق النجوم وغیرہ دیکھکر بارہ برس پہلے اس گہن کا ہونا معلوم کیا ہوا ور دار قطنی
کی حدیث پر نظر پڑی ہو - اسلئے انہون نے بے سمجھے اپنا نشان بنانیکی کوشش
کی اور غل مچا دیا ہو تو عجب نہین ہے ان باتوںکے علاوہ ہمنے بطور احسان اور کمال خیر خواہی مذکورہ
نقشون مین بعض مدعیان نبوت کا نام بھی بتا دیا جن کے وقت مین چاند گہن اور
سورج گہن کا اجتماع مذکورہ تاریخون مین ہوا - اور مسٹر ڈوئی مدعی نبوت اونکے علاوہ ہے
اب مرزا صاحب کے کاذب ماننے مین حضرات مرزائیون کا کوئی عذر باقی نہین رہا طالبین
حق کے لئے عالم واقعات مین صرف ایک نظیر صالح کی مرزا صاحب کے ثبوت کذب
کے لئے کافی ہے - اس نظیر نے مرزا صاحب کو ہر طرح کاذب ثابت کر دیا - کیونکہ
مرزا صاحب کہتے تھے کہ مجھسے پہلے کسی مدعی نبوت کے وقت مین اس قسم کا گہن نہین ہوا
مگر صالح نے مرزا صاحب کے اس دعوی کو غلط کر دیا کیونکہ اوسکے وقت مین بھی اس قسم کا گہن
ہوا - اسی طرح اونکا یہ دعوے تھا کہ کوئی جھوٹا مدعی ۲۳ برس کامیاب نہین رہتا[1] بلکہ ذلت
سے مارا جاتا ہے صالح باوجود کاذب ہونے کے ۴۷ برس خود بادشاہ رہا اور اوسکی اولاد مین
کئی سو برس تک سلطنت رہی - (رسالہ عبرت خیز ملاحظہ ہو)

---

[1] ضمیمہ انجام اتھم کا صفحہ ۴۹ و ۵۰ و ۶۳ ملاحظہ کیا جاے ۱۲

یہ معنی ہرگز نہین ہوسکتے کہ کسی مدعی کے پیدا ہونے اور اوس کی کثرت اشتہارات سے وہ بے نظیر اور خرق عادت ہوجائیگا۔ (جیسا کہ مرزا صاحب حقیقۃ الوحی وغیرہ مین لکھ رہے ہین) اور اگر اوس وقت کوئی مدعی نہو گا تو وہ معمولی گہن ہے۔ ایسا دعوے کوئی فہمیدہ ذی علم نہین کرسکتا۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ صاف بتارہے ہین کہ خاص وہ دونون گہن بےنظیر ہون گے (حدیث کا وہ جملہ مع اوسکی تشریح کے اوپر بیان ہوچکا ہے) اسکے علاوہ ایک معمولی چیز کسی کے دعوی اور اشتہارون سے بے نظیر نہین ہوسکتی اور نہ اوس حدیث مین کوئی جملہ یا کوئی لفظ ایسا ہے جس سے اوس مہدی کے دعوی کرنے اور اشتہارات تقسیم کرنے کا اشارہ بھی پایا جاتا ہو۔ پھر یہ ایجاد بندہ کرکے حدیث مین داخل کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا نہین تو کیا ہے؟

لاجواب سوال

یہ تو فرمایئے کہ جب اس طرح کے گہنون کا اجتماع ایک مقررہ قاعدہ ہے اور ہنود نے اور نصاریٰ نے اور مسلمانون نے آئندہ گہنون کی فہرستین لکھی ہین اور چھپی ہوئی مشتہر ہین تو اگر کوئی اس علم کا ماہر صرف اس قاعدے کو معلوم کرکے یا ایسی فہرست اور جنتریان دیکھ کر جن سے آئندہ کے کسوف وخسوف معلوم ہوتے ہین اپنے وقت مین اس قسم کے گہنون کا ہونا معلوم کرلے اور **دارقطنی** والی حدیث بھی اوسکے پیش نظر ہو۔ اور مرزا صاحب کی طرح اوسے عبارت کے بے تکے معنی بھی بنانا آتے ہون اور شرارت سے مہدی ہونے کا دعوی کردے تو وہ مہدی ہوجائیگا؟ اور اسپر کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ مرزا صاحب نے اس قسم کی جنتری یا ایسی فہرست دیکھکر یہ دعوی نہین کیا بلکہ الہام سے کیا؟

دونون ہوئے جو سچے مہدی کی نشانی ہے۔ یعنی اس نشان مین مرزا صاحب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ گئے اور ایک طور کی فضیلت ثابت ہوئی (نعوذ باللہ منہ)

الحمد للہ فضیلت تو کیا ثابت ہوتی اصل صداقت ہی کا ثبوت نہوا بلکہ آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ مرزا صاحب کا دعوی غلط تھا۔ معمولی طورسے گہنون کے اجتماع کو نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی صداقت کا نشان بتایا ہے اور نہ ایسے واقعات کسی کی سچائی کی شہادت ہو سکتے ہین۔ خصوصًا ایسے شخص کے لئے جسکے کذب پر متعدد شہادتین اندرونی اور بیرونی ہو چکی ہون جنکی زبان نے جن کے علانیہ اقرار نے اپنے آپ کو کاذب ثابت کردیا ہو۔ فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَار۔

یہان جو شعر نقل کیا گیا ہے وہ اوس قصیدہ کا شعر ہے جسے مرزا صاحب اپنا معجزہ سمجھتے ہین اور اوسکا نام **اعجاز احمدی** رکھا ہے اور اتنا بڑا دعوی ہے کہ اوسے تمام فصحا کے کلام پر اور قرآن مجید پر بھی غالب کہتے ہین چنانچہ ضمیمہ نزول المسیح کے صد اسطر ۲ مین لکھتے ہین۔ ؎

وکان کلام معجز ایۃ لہ ٭ کذالک لی قول علی الکل یبھر

اسکا ترجمہ اسطرح کرتے ہین۔ اوسکے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) معجزات مین سے معجزانہ کلام بھی تھا۔ اسیطرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے۔

دیکھا جائے کس صفائی سے مرزا صاحب اپنے کلام کو تمام کلامون پر غالب بتا رہے ہین۔ کوئی قید نہین لگاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام معجز یعنی قرآن مجید کا ذکر کر کے کہتے ہین کہ جو کلام مجھے دیا گیا ہو وہ سب پر غالب ہے۔ اب اونکے کلام کا عموم اور

اس بیان کے بعد ہم پختہ دعوے سے کہتے ہین کہ ہمارے اس مختصر بیان سے جماعت احمدیہ کو ماننا پڑے گا کہ ۱۳۱۲ھ مین جو چاند گہن اور سورج گہن کا اجتماع رمضان شریف مین ہوا ہے یہ مرزا صاحب یا کسی دوسرے مدعی مہدویت کی صداقت کا نشان نہین ہو سکتا اگر وہ حدیث صحیح ہی تو اوسکے وہ معنی نہین ہین جو مرزا صاحب نے سمجھے ہین۔ حدیث مین جن گہنون کے اجتماع کو مہدی کا نشان بتایا ہے وہ ایسا ہونا چاہیے جو اوس سے پہلے کبھی نہوا ہو اور جو اجتماع حضرت آدم کے وقت سے اسوقت تک سینکڑون مرتبہ ہو لیا ہو وہ کسی کے صدق یا کذب کا نشان نہین ہو سکتا مگر جس کی آنکھون پر پردہ پڑا ہو وہ آفتاب کو نہین دیکھ سکتا جبتک پردہ آنکھون سے نہ ہٹائے۔

الحاصل اسپر غور کیا جائے کہ اس مختصر تحریر سے مرزا صاحب کی آسمانی شہادت کیسی خاک مین ملگئی کتنے تحریرون اور رسالون کا کافی جواب ہو گیا جن کی آنکھین ہون وہ دیکھین یہ بے بنیاد عمارت تھی جسے آپ افتادہ دیکھ رہے ہین یہی نشان تھا جس پر مرزا صاحب نے اپنی فضیلت ثابت کرنا چاہی ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ مین قصیدہ اعجازیہ مین لکھا ہے

اعجازیہ کا نمونہ سکے اعجاز کی حالت

لہ خسف القمر المنیر و ان لی ۔ غسا القمران المشرقان اتنکر

آنحضرت[1] صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چاند کے گہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونون کا نشان ہوا۔ اب تو کیا انکار کرے گا اے انکار کرنے والے؟ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو صرف چاند گہن ہوا تھا اور میرے لئے چاند گہن اور سورج گہن

[1] مرزا صاحب نے اپنے شعر کے ترجمہ مین بے ادبی کے الفاظ لکھے تھے اسلئے اونکے ترجمہ مین اصلاح کردی گئی باقی مطلب وہی ہے ۱۲

عجم تو بہت دور ہے - اگر کسی کو خبر پہنچنے کا دعوے ہے تو بتائے کہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۲ء کے بیس روز پہلے تمام علماے ہند کے پاس کس ذریعہ سے اطلاع دی گئی - ایا تار دئے گئے یا خط بھیجے گئے ایسے انداز سے کہ بیس روز قبل اونھیں اطلاع ہوگئی اور اطلاع کے بعد وہ لکھ نہ سکے - مگر ایسا ہرگز نہیں ہوا - کوئی اسکو ثابت نہیں کرسکتا بہت سے علما کی شہادتیں پیش ہوسکتی ہین کہ اونھین برسون کے بعد اطلاع ہوئی کسی ذریعہ سے اور بعض کو اتبک بھی نہ ہوئی ہوگی - پھر یہ کہدینا کہ کوئی جواب نہین ویسا کیسا جھوٹا دعوے ہے - اب اگر اطلاع کے بعد جواب لکھنا اور پانچ جزو کا چھپوا کر بیس روز کے اندر قادیان بھیجدینا کیسے ممکن ہے اگر کسی کو اطلاع ہوئی تو جواب لکھنے کا قصد بھی نہین کرسکتا کیونکہ جانتا ہے کہ اس مدت کے اندر ہم چھپوا کر بھیج نہین سکتے کیونکہ کوئی مطبع قابو مین نہین ہے کہ ہمارے کہنے کے مطابق جلد چھاپ دے - جواب کے لئے دشواریان سوچکر او سکے لاجوابی کا دعوے کردیا - اور سمجھ لیا کہ اگر کوئی جواب لکھیگا بھی تو بالضرور اس مدت کے بعد آئے گا اور ہم اسے ردی کیطرح پھینکدینگے یہ کیسی صریح چالاکی کر کے بیوقوفون پر اپنا اعجاز ثابت کرنا چاہتے ہین اور جب کہا گیا کہ اعجاز کے اندر یہ مدت کیسی جب کلام معجز ہے تو ہر وقت اور ہر حال مین اوسکا معجز ہونا چاہیئے - جس طرح قرآن مجید کلام معجز ہے - یہ تخصیص اور تعیین وقت تو اعجاز مین نہین ہو سکتی - تو بڑے خلیفہ صاحب اپنی کتاب مین یہ جواب دیتے ہین کہ غلام احمد کو برابری کا دعوے نہین ہے وہ اپنے آپ کو غلام احمد کہتے ہین - وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین - اسلئے اپنے کلام کی نسبت وہ دعوے نہین کرتے جو قرآن مجید کی نسبت کیا گیا ہے - یعنی قران مجید مین یہ دعوے ہے کہ کسی وقت کوئی اوسکے مثل نہین

طرز بیان نہایت صاف بتا رہا ہے کہ مرزا صاحب کو دعوے ہے کہ میرا کلام قرآن مجید پر بھی غالب ہے یعنی اوس سے عمدہ ہے اب اونکے مریدین بھی اوسے معجزہ مانتے ہین - اور کہتے ہین کہ کوئی اوسکے مثل نہین لکھ سکتا - اور جو لکھنے کا ارادہ کریگا وہ سال کے اندر مرجائیگا -

اب یہان دو باتین قابل لحاظ ہین - ناظرین غور سے ملاحظہ کرین -

پہلی بات - مذکورہ دو شعرون مین مرزا صاحب اپنی فضیلت دو طور سے بیان کرتے ہین - پہلے شعر مین یہ دعوی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ صرف چاند گہن تھا اور میرا معجزہ چاند اور سورج دونون کا گہن ہے - دوسرے شعر مین اپنے کلام کو قرآن مجید پر غالب بتاتے ہین اور یہ بھی دعوے ہو رہا ہے کہ عرب سے عجم تک کوئی جواب نہین لکھ سکتا - اس صریح دعوے کے بعد اسکے اعجاز مین قیدین لگائی ہین اونہین دیکھیے -

دوسری بات - جس قصیدہ کو اعجاز قرار دیا ہے اوسکے اعجاز کو بیس دن کے اندر محدود کیا ہے مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھتے ہین کہ بیس دن کے اندر اسکا جواب لکھ کر اور چھپوا کر میرے پاس بھیجدو اگر اس مدت کے بعد آیا تو ہم ردی کی طرح اوسے پھینک دینگے - اس اعجاز مین اول تو بیس دن کی قید لگائی دوسرے اسکے ساتھ ایک دہمکی دی کہ جو کوئی اسکے جواب لکھنے کا ارادہ کریگا وہ سال کے اندر مرجائیگا -

اب ناظرین اون عظیم الشان دعوؤن کے بعد ان بیہودہ باتون مین غور کرین دعوے تو یہ تھا کہ میرا کلام سب پر غالب ہے اور عرب اور عجم مین اوسکا کوئی جواب نہین دیسکتا اسکے بعد یہ کہنا کہ بیس روز کے اندر جواب چھپوا کر بھیجدو کیسی عام فریب بات ہے - اسمین اول تو یہ دیکھا جائے کہ بیس روز مین تو تمام ہندمین اس دعوی کی اطلاع بھی نہین ہوسکتی - اور عرب و

اسکا جواب دین - اور اس بیعقلی کی بات پر شرمندہ ہون - البتہ اگر اس کو اعجاز کہین
کہ بیس روز کے بعد اوس قصیدہ کی یہ خوبیان سب سلب ہو جائینگی اور یہ قصیدہ معرا
رہجائیگا جس طرح کوئی انسان عمدہ لباس پہنے ہوا اور پھر کسی وجہ سے اوسکا وہ لباس
اُتار لیا جائے اور وہ برہنہ رہ جائے اسی طرح مرزا صاحب کا قصیدہ اپنی خوبیون سے
معری رہ گیا اگر یہی مدعا ہے تو مین بھی اسے تسلیم کر لونگا کیونکہ احمدیون کی عقل سے
ایسی بیہودہ بات کہنا عجب نہین ہے - جب اونکے خیال مین بیٹھین گوئیونکا جھوٹا ہو جانا
اور قرآن و حدیث سے اونکا کاذب ہونا ظاہر ہو جائے اور با اینہمہ اونکے مریدونکا
اونھین نہ چھوڑنا اونکا بڑا معجزہ ہے تو اسے بھی معجزہ مانین تو عجب نہین ہے - حاصل
یہ کہ اس قصیدہ مین کوئی بات ایسی نہین ہے جس کی وجہ سے اسکو اعجاز کہا جائے -
اس مین نہ عمدہ مضامین ہین اور نہ اوسکی عبارت ایسی فصیح و بلیغ ہے کہ دوسرا ذی علم
نہین لکھ سکتا - بلکہ ہر ایک ذی علم اونھین دیکھکر بے تامل کہہ سکتا ہے کہ اون رسالون
مین نہ عمدہ مضمون ہے اور نہ فصیح و بلیغ عبارت ہے - اوس قصیدہ مین مرزا صاحب نے بجز اپنی
تعلی اور دوسرے علما اور بعض اولیا اور بعض انبیا کی مذمت کے اور کوئی مفید بات نہین
لکھی پھر وہ قرآن مجید کے مثل تو کیا ہو گا شاہ ولی اللہ رح اور مولوی فضل حق کے قصیدہ
کی گرد کے مثل بھی نہین ہے - جسے علم اور کچھ سمجھ ہو وہ دونون کو ملا کر دیکھے اور اون کے
دعوے علی الکل پھر کو بھی پیش نظر رکھے - چونکہ مرزا صاحب بھی اپنے قصیدہ کی ایسی
حالت کو جانتے تھے اسلئے اوسکا اعجاز دوسری طرح سے دکھانا چاہتے ہین - وہ یہ ہے کہ
جو اوسکے جواب لکھنے کا ارادہ کریگا وہ سال کے اندر مر جائیگا - اس دھمکی مین دو فائدے

لاسکیگا۔ مرزا صاحب برابری کے خیال سے ایک مدت کی قید لگا کر دعوے کرتے ہین تاکہ برابری
نہ ہو۔ مگر خلیفہ صاحب کی یہ کیسی بد دیانتی یا کمال درجہ کی نافہمی ہے کیونکہ یہی غلام احمد اپنے
رسالون مین اپنے الہامون مین بہت جگہ برابری کا دعوے کرتے ہین اور کتنے مقام پر
اپنی فضیلت کے مدعی ہین مذکورہ دونون شعر مین اپنی فضیلت نہایت صفائی سے دکھا
رہے ہین پہلے شعر مین اپنے آپ کو دوبالا ثابت کرنا چاہتے ہین ایک خاص معجزہ مین یعنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صرف چاند گہن ہوا اور میرے لئے دو گہن ہوی۔ دوسرے
شعر مین خاص قرآن مجید کے اعجاز کا ذکر کرکے اپنے کلام کو لکھتے ہین۔ وعلی الکل یبہر
یعنی سب پر غالب ہے۔ اسمین قرآن مجید بھی آگیا۔ یہان دعوی غلامی کہان چلا گیا
یہان تو فضیلت دکھائی جاتی ہے اسکی علاوہ غلامی کا اظہار اسی پر موقوف تھا کہ ایسی تنگ مدت
مقرر کی جائے کہ اوسمین لکھکر اور چھپوا کر کوئی ذی علم بھیج نہ سکے۔ غلامی کا اظہار تو اسطرح
بھی ہو جاتا اور بڑی شان سے ہوتا کہ بیس ۲۰ دن کی جگہ بیس برس لکھدیتے اور کہتے کہ اس
دراز مدت کے اندر اسکا جواب لکھکر یا لکھوا کر بھیجو۔ مگر ایسا نہین کیا اس سے صاف
ظاہر ہے کہ عوام کو دھوکا دینا مقصود تھا۔ اسکے سوا مین کچھ اور بھی دریافت کرتا ہون۔ اِس
قصیدہ کو جو معجزہ مانا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی طرح اوسکے مثل کوئی نہین
لاسکتا اس کا کیا مطلب ہے۔ آیا یہ مطلب ہے کہ یہ کلام ایسا فصیح و بلیغ ہے کہ دوسرا نہین لکھ
سکتا یا اسکے مضامین ایسے عمدہ اور مفید خلائق ہین کہ کوئی دوسرا ایسے مضامین نہین
لکھ سکتا جیسا کہ قرآن مجید مین ہے۔ اگر اعجاز کی یہ وجہ ہے تو کیا بیس ۲۰ روز کے بعد
اوس کلام کی فصاحت و بلاغت اور مضامین کی خوبی کہین چلی جائیگی۔ احمدی مولوی

کہ وہ کون سا چاند گہن ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جسکا ذکر کرکے مرزا صاحب اپنی فضیلت ثابت کرنا چاہتے ہین جب کوئی چاند گہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے معجزہ نہین ہے اور نہ ہوسکتا ہے تو مذکورہ شعر کا پہلا مصرعہ محض غلط اور مہمل ہوا اور دوسرے مصرعہ کی بنا پہلے مصرعہ پر ہے اسلئے وہ بھی غلط ہوا اور بنا ے فاسد علی الفاسد ٹھہری اہل حق پر خدا تعالی کا بڑا احسان ہے کہ مرزا صاحب کی زبان سے ایسی مہمل بات نکلی جسکا غلط ہونا عام حضرات بھی سمجھ سکتے ہین کہ کوئی چاند گہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ نہین ہے اور اگر کوئی مرزائی یہ کہین کہ یہان چاند گہن سے مراد معجزہ شق القمر ہے تو مرزا صاحب ہی اسی جھوٹا بتاتے ہین کیونکہ پہلے مصرعہ کا ترجمہ وہ اس طرح کرتے ہین۔ اور سکے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا" یہان مرزا صاحب نے خسف القمر کے معنی یہ نہین کئے کہ چاند پھٹ گیا بلکہ یہ کہا کہ چاند کے خسوف کا نشان۔ خسوف کے معنی گہن کے ہین اب جو اسکے معنی چاند کا پھٹنا لیگا اوسے مرزا صاحب جھوٹا کہین گے۔ اب اگر اس ترجمہ سے چشم پوشی کی جائے اور مان لیا جائے کہ معجزہ شق القمر یہان مراد ہے تو اس شعر مین لفظی اور معنوی دونون طرح کی غلطیان ہونگی کیونکہ چاند کے پھٹ جانیکو خسوف قمر نہین کہتے بلکہ شق القمر کہتے ہین چنانچہ قرآن مجید مین اللہ تعالے کا ارشاد ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ یعنے قیامت قریب آئی اور چاند پھٹ گیا۔ یہان خسف القمر نہین فرمایا بلکہ انْشَقَّ الْقَمَرُ ارشاد ہوا اور مرزا صاحب قران کے خلاف خسف القمر کہتے ہین۔

یہ تو عربی محاورہ کی غلطی ہوئی۔ اور معنوی غلطی یہ ہے کہ اس شعر کے دوسرے مصرعہ مین اپنا معجزہ اور اپنی فضیلت اسطرح بیان کرتے ہین کہ میرے لئے چاند اور سورج دونونکا گہن ہوا

مرزا صاحب نے سونچے ہونگے - ایک یہ کہ اگر کوئی اوسکے مضامین اور الفاظ کی لفظی غلطی
بتائے تو یہ کہدینگے کہ باوجود ان اغلاط کے یہ معجزہ ہے کیونکہ اسمین یہ اعجاز ہے کہ اسکے
جواب لکھنے کا جو ارادہ کرے گا وہ ہلاک ہوگا - دوسرا فائدہ اس دہمکی مین یہ ہے کہ
ضعیف الایمان تو جواب لکھنے کیطرف ہمت ہی نہ کریگا - اور قوی الایمان کو یہ خطرہ مانع
ہوگا کہ اگر ہماری عمر اوسی سال تک کی مقدر ہی جس مین ہم لکھنے کا ارادہ کرین تو اوس سال
مرنا ضرور ہی اب اگر جواب لکھ کر یا لکھنے کی حالت مین مرگئے تو مرزائی کہدینگے کہ دیکھو
مرزا صاحب کی پیشین گوئی کیسی صحیح ہوئی - اسلئے قوی الایمان بھی توجہ نہ کریگا
مگر الحمد للہ یہان ایسے قوی الایمان موجود ہین کہ ایسے بیہودہ خیالات بھی اونکے پاس نہین
آئے اور اللہ تعالی پر پورا اعتماد کرکے اوسکا جواب لکھدیا اور سمجھ لیا کہ جسطرح نہایت
عظیم الشان پیشین گوئی یعنی منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی اللہ تعالی نے جھوٹی
کرکے دنیا کو مرزا صاحب کا کاذب ہونا دکھادیا اسیطرح اس پیشین گوئی کا جھوٹا
ہونا بھی اللہ تعالی ظاہر کریگا - اور حق و باطل مین امتیاز کرکے دکھادیگا - خدا کا شکر ہے کہ
ایسا ہی ہوا - ایک سال پورا ہوگیا کہ اس قصیدہ کے جواب مین نہایت عمدہ قصیدہ لکھا
گیا ہی - اور اوسکے لکھنے والے بفضلہ تعالے اس وقت مع الخیر ہین اور دوسرے رسالہ
مین اس قصیدہ کی غلطیان دکھائی گئی ہین - اب مین پہلے اس شعر کا مہمل ہونا بطور نمونہ
اس طرح بیان کرتا ہون کہ کم علم حضرات بھی سمجھ سکتے ہین وہ یہ ہی کہ عام و خاص اس بات
کو جانتے ہین کہ کوئی چاند گہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ نہین ہوا اور نہ اس طرح کا
گہن معجزہ ہوسکتا ہی اور نہ قرآن و حدیث مین اسکا ذکر ہے - اب کوئی مرزائی بتائے

آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ ولم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض

ترجمہ

عمرو بن شمر جابر سے اور جابر محمد بن علی سے روایت کرتے ہین کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہین اور وہ ایسے ہین کہ زمین و آسمان کی پیدائش جب سے ہوئی کبھی انکا ظہور نہین ہوا (وہ دو نشان یہ ہین) چاند گہن ہوگا رمضان کی پہلی رات مین (یا قمر کی پہلی رات مین جو مہینہ کی چوتھی شب ہے - کیونکہ مہینہ کی راتون مین یہ پہلی رات ہے جسکے چاند کو محاورہ عرب مین صرف قمر کہا جاتا ہے - اسلئے قمر کی پہلی رات چاند کی چوتھی شب ہوئی) اور سورج گہن رمضان کے نصف مین ہوگا (یعنی چودہ[۱۴] یا پندرہ[۱۵] تاریخ کو) اور وہ چاند گہن اور سورج گہن ایسے ہین کہ جب سے آسمان و زمین اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے کبھی ایسے گہنون کا ظہور نہین ہوا -

حدیث کا مطلب صرف اسی قدر ہے جو مین نے بیان کیا اسکے سوا مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام اتہم مین اور حقیقۃ الوحی مین اس روایت کے معنی اور بیان مطلب مین جو کچھ لکھا ہے وہ الفاظ حدیث کا مطلب ہرگز نہین ہے - مرزا صاحب کی خیالی گڑھت ہے جس کو حدیث سے کچھ تعلق نہین ہے - اسکو خوب سمجھ لینا چاہئے کہ مرزا صاحب کے دعوے کی بنیاد دو امر پر ہے اول اس حدیث سے یہ نکالنا کہ چاند گہن ۱۳ تاریخ کو ہوگا - اور سورج گہن ۲۸ کو دوم اس گہن کے نشان ہونے کے لئے دعوے کی شرط بتانا اور یہ کہنا کہ یہ گہن اگر کسی مدعی رسالت و نبوت کے وقت مین

اب کوئی ذی علم مرزائی بتائے کہ یہان گہن سے کیا مقصود ہی - آیا گہن ہی مراد ہی یا چاند اور سورج کا پھٹنا مقصود ہی - اگر پھٹنا مراد ہے تو کیا مرزا صاحب کے وقت مین ایسا ہوا ہی کہ چاند اور سورج دونون پھٹ گئی ہون - مگر سب جانتی ہین کہ ایسا ہرگز نہین ہوا - اور یہان تو مرزا صاحب نے جھوٹا دعوی بھی نہین کیا کہ میرے لئے یہ نشان ہوا اور اگر چاند اور سورج کا گہن مراد ہے جیساکہ وہ سنہ ۱۳۱۲ھ کے گہن کو اپنا نشان کہتے ہین تو پھر اس کو معجزہ شق القمر سے کیا مناسبت ہوئی جو اوس پر اپنی فضیلت دکھا رہے ہین - شق القمر تو وہ عظیم الشان معجزہ ہی جس کے نشان اور معجزہ ہونے مین کسیکو شک نہین ہوسکتا اور جسکا ثبوت قرآن مجید سے ہی اور معمولی گہن کے معجزہ ہونے کو نہ کسی انسان کی عقل باور کرسکتی ہی اور نہ حدیث وقران سے اسکا ثبوت ہی اور اسکے ثبوت مین جو حدیث مرزا صاحب نے پیش کی ہی اول تو وہ حدیث صحیح نہین ہی اسکے علاوہ جو معنی اسکے بیان کئے گئے ہین وہ محض غلط ہین - پھر کیا چیز دکھا کر اپنے مخالف کے انکار پر تنبیہہ کر رہی ہین اور اگر ایسے اجتماع خسوف و کسوف کو معجزہ فرض کرلیا جائے مرزا صاحب کی خاطر سے تو شق القمر ایسا بڑا معجزہ ہی کہ دو ہزار ایسے خسوف وکسوف اوسکے برابر نہین ہوسکتے دو گہن کیا چیز ہین - غرضکہ ایسے ہی مہمل اشعار لکھکر اسکا نام قصیدہ اعجازیہ رکھا ہی - اب مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اوس روایت کو نقل کرکے اوسکی حالت اور اوسکے معنی اور مختصر شرح کردی جائے جس سے مرزا صاحب کی غلط فہمی یا فریب دہی اظہر من الشمس ہوجائے اور نمونہ کے طور پر اونکی غلطیان بھی دکھا دیجائین -

دارقطنی کی روایت

عن عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال ان لمهدینا

که قرش درفره ست دراحادیث صحاح که بحد شهرت
بلکه بحد تواتر معنی رسیده اند تکذیب این طائفه ست
چه آن سرور علیه وعلی آله الصلوة والسلام مهدی
را علامات فرموده است که در حق آن شخص که معتقد
ایشان ست آن علامات مفقود اند در احادیث
نبوی آمده ست علیه وعلی آله من الصلوة والسلام
که مهدی موعود بیرون آید وبرسروے پارهٔ ابرکه
بود دران ابر فرشته باشد که ندا کند که این شخص
مهدی ست او را متابعت کنید۔

اور اونکی قبر مقام فرہ مین ہے - مگر صحیح اور متواتر حدیثین
اس گروہ کو جھوٹا بتاتی ہین - کیونکہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کی جو علامتین
بیان فرمائی ہین وہ اوس مین نہین پائی جاتین -
جیسے یہ گروہ مہدی موعود مان رہا ہے - مثلاً حدیث
مین آیا ہے کہ مہدی موعود جب ظاہر ہون گے
تو اون کے سر پر ابر کا ٹکڑا ہوگا - اور اوسمین ایک
فرشتہ با آواز بلند کہتا ہوگا کہ یہ شخص مہدی ہے
اسکی پیروی کرو -

حضرت مجدد الف ثانی وہ بزرگ ہین جنہین احمدی جماعت کے علما بھی اسی طرح مجدد عالی مرتبہ مانتے[1] ہین جس طرح اور مسلمانون کی بڑی جماعت مانتی ہے - جب اُنھون نے مہدی کی علامات مین یہ بھی لکھا کہ اونکے سر پر ابر کا ٹکڑا ہوگا - اور اوس پر سے فرشتہ علانیہ پکار کر کہیگا کہ یہ مہدی ہین انھین مانو - پھر مہدی کو دعوی کرنے اور اشتہارات چھپوانے اور تقسیم کرنے کی کیا ضرورت ہوگی - اسکے علاوہ جب وہ دنیا کے روحانی اور جسمانی بادشاہ ہوکر مسلمانون کو فائدہ پہونچائینگے تو بے اختیار مسلمان اونھین مہدی کہین گے - اب مذکورہ حدیث دارقطنی کے راویون کی اور اوس کے الفاظ کی تشریح کی جاتی ہے غور سے ملاحظہ فرمایا جاوے -

[1] عبد الماجد صاحب کا رسالہ القا کی تمہید اور خاتمہ دیکھا جاوے جس مین اونھون نے مسیح موعود کی رسالت ونبوت کا ذکر کیا ہے ۱۲

ہو اور وہ مدعی نہایت زور سے اپنے دعوے کے ثبوت مین اسے پیش کرے اوسوقت یہ نشان ہے۔ یہ دونون امر محض غلط ہین کوئی احمدی قیامت تک انھین ثابت نہین کرسکتا کوہ روایت مین نہ گھنون کی یہ تاریخ ہے اور نہ کوئی لفظ ایسا ہے جس سے اشارۃً یا کنایۃً بھی ثابت ہوتا ہو۔ کہ وہ مہدی دعوے بھی کریگا۔ اور ایک معمولی گہن کو اپنا نشان بتائیگا سچے مہدی کی شناخت دعوی پر موقوف نہین ہے کیونکہ دعوی کرنے والے تو بہت سے جھوٹے مہدی گذر گئے۔ اسلئے دعوے کرنا شناخت کا باعث نہین ہوسکتا۔ البتہ اوسکا صلاح وتقوی اوسکی فتحمندی اور فیروزمندی اوس کی صحبت کا عمدہ اثر اور اوسکی ذات سے مسلمانون کو خلاف امید بہت کچھ فائدے پہنچنا یہ امور اوسے متعین کردین گے۔ اور حدیثون مین جو علامتین مہدی کی بیان ہوئی ہین اونکے پائے جانے سے اونکی کامل شناخت ہوجائیگی جسطرح اس تیرہ صدی مین بہت مجدد ہوئے اور انھون نے مجدد ہونیکا دعوی نہین کیا مگر علماے حقانیہ نے انھین مجدد کہا اور مہدی کے نشان تو بہت بڑے بڑے ہونگے اونکی حالت دیکھکر علما اور جو واقف کار ہین بے اختیار اونھین مہدی کہین گے۔ روایت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اونھین دعوی کرنے کی ضرورت ہی نہوگی۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات مین تحریر فرماتے ہین۔

مطلب	عبارت مکتوبات
ہندوستان مین ایک شخص نے مہدی ہونے کا دعوی کیا تھا اور نادانونکی ایک جماعت نے اسے مہدی موعود مان لیا تھا انکے خیال کے بموجب امام مہدی گذر گئے	جماعہ از نادانی گمان کنند شخصے را کہ دعوی مہدویت نمودہ بود از اہل ہند مہدی موعود بودہ است پس بزعم ایشان مہدی گذشتہ ست و فوت شدہ نشان میدہند

محمد بن علی ہین کسی طرح نہین ہو سکتی - ہرجگہ یہ کہدینا کہ اسکے راوی امام باقر علیہ السلام ہین
بلادلیل اور زبردستی ہے - عجب نہین کہ اس کذاب نے اپنا جھوٹ پوشیدہ رکھنے کے لئے نام
کو صراحت سے بیان نہ کیا ہو اور ایسا نام لے دیا جس سے محب اہلبیت حضرت امام باقر علیہ السلام
کو راوی سمجھین کیونکہ یروی الموضوعات عن الثقات اوسکی صفت تھی - یعنی ثقہ لوگون کے
نام سے موضوع حدیثین روایت کرتا تھا - جب اوسکا یہ حال محدثین بیان کرتے ہین تو اوسکے
قول پر کیونکر اعتبار ہو سکتا ہی - اور اگر فرض کرلیا جاے کہ امام باقر علیہ السلام ہی اسے روایت
کرتے ہین مگر وہ اس قول کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہین کرتے بلکہ صاف
معلوم ہوتا ہی کہ اونھین کا مقولہ ہے بطور کشف اونھین ایسا معلوم ہوا ہوا و اُنھون نے بیان کیا
اولیاء اللہ کو کشف ہوتا ہی مگر اونکا کشف لائق حجت نہین ہوتا - اب کوئی احمدی اسکی وجہ
پیش کر سکتا ہی کہ روایت مذکور امام ممدوح کا کشف نہین ہے بلکہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہے مین بالیقین کہتا ہون کہ کوئی وجہ لائق توجہ اسکی نہین ہو سکتی - حاصل یہ کہ جس
طرح راوی کے جھوٹے ہونے کی وجہ سے یہ روایت لائق حجت نہین ہی اسی طرح اس احتمال کی وجہ
سے قابل حجت نہین ہی - **دارقطنی** نے ایک احتمال کے لحاظ سے اوسے روایت کیا ہی -
مگر طرز بیان یہ بتا رہا ہے کہ وہ اس حدیث کے مضمون کو دوسری صحیح حدیث کے مخالف کہتے
ہین اور جب اسکا مضمون حدیث صحیح کے خلاف ہوا تو بالضرور یہ حدیث صحیح نہوئی - وہ طرز
بیان یہ ہی کہ اس روایت کے بعد ہی ایک صحیح حدیث نقل کرتے ہین جو مرفوع و متصل ہی اور صحیح
بخاری اور صحیح مسلم وغیرہما مین متعدد صحابہ سے مختلف طور سے منقول ہی اس حدیث کا مضمون پہلی
روایت کو غلط بتا رہا ہے - (وہ حدیث یہ ہی)

تشریح

اس حدیث کے سلسلہ رواۃ مین سے مین نے تین شخصون کا نام لکھا ہے عمرو بن شمر اور جابر اور محمد بن علی ان میں پہلا راوی محدثین کے نزدیک بڑا جھوٹا ہی جھوٹی حدیثین روایت کیا کرتا تھا۔ اس کی روایت اس قابل نہین ہی کہ نقل کی جاے میزان الاعتدال مین اسکی نسبت لکھا ہی۔ لیس بشئی۔ زائغ۔ کذاب[۱]۔ رافضی یشتم الصحابۃ۔ ویروی الموضوعات عن الثقات۔ منکر الحدیث۔ لایکتب حدیثہ متروک الحدیث دیکھا جائے کہ علامہ شمس الدین ذہبی نے جو فن رجال کے امام ہین وہ اس راوی کی مذمت مین نو جملے لکھتے ہین جن سے مختلف طور سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ راوی ہرگز اس لائق نہین ہی کہ اسکی روایت قابل اعتبار ہو۔ کشف الاحوال فی نقد الرجال مین بھی اسکی مذمت ہی۔ غرضکہ انتہا درجہ کی مذمت اوسکی محدثین نے کی ہی۔ دوسرا راوی جابر ہے اس نام کے بہت راوی ہین مثلاً ایک جابر جعفی ہے جس کی نسبت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مجھے جس قدر جھوٹے ملے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا کوئی نہین ملا (تہذیب التہذیب ملاحظہ ہو) اور دارقطنی کے حاشیہ التعلیق المغنی مین ان دونون راویون کی نسبت لکھا ہی کہ یہ دونون ضعیف ہین انکی بات اعتبار کے لائق نہین ہے اب دیکھا جاے کہ پہلا راوی تو یقیناً جھوٹا کذاب ہی دوسرا راوی بالکل محتمل ہی تیسرا راوی محمد بن علی ہین۔ مگر محمد بن علی بھی بہت ہین اسلئے اسکی تخصیص کہ یہ کونسی

---

[۱] کذاب الخ یعنے بڑا جھوٹا ہے۔ رافضی ہے ثقہ لوگون سے موضوع حدیث روایت کرتا تھا۔ اس کی حدیث اس قابل نہین ہی کہ لکھی جاے۔ جس راوی کی یہ حالت ہی اوسکی روایت سے مرزا صاحب اپنا دعوے ثابت کر رہے ہین۔ افسوس اس بے عقلی پر ۱۲

ہمارے بھائی ذرا تامل سے خیال کریں کہ معائنہ اگر ہوا تو گہنوں کا ہوا اس سے حدیث کی صحت کیونکر ہوگئی۔ گفتگو اسمین ہے کہ اسطرح کا گہن مہدی کی علامت ہے یا نہین۔ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ اس قسم کا گہن مہدی کی علامت ہے یا نہین فرمایا صرف کذاب راوی نے روایت کو بنالیا ہے اب فرمائے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد کس نے دیکھا ہے۔ جو بڑے زور سے کہا جاتا ہے کہ حدیث کی صحت کو چشم دید نے ثابت کردیا۔ نہایت روشن ہے کہ گہنوں کے دیکھنے سے حدیث کی صحت کسی طرح نہین ہوسکتی۔ ایسے بدیہی مغالطے مرزا صاحب دیتے ہین مگر اونکی عقل پر کمال افسوس ہے کہ باوجود علم کے ایسی صریح غلطی پر متنبہ نہین ہوتے اور آنکھ بند کئے مرزا صاحب کے پیرو ہین بت پرستون کی طرح مرزا پرستی ہو رہی ہے

مرزا صاحب مغالطہ دہی

پہلا مغالطہ

بھائیو مین قطعی اور یقینی طور سے کہتا ہون کہ کوئی احمدی یہان سے قادیان تک اس روایت کی صحت ثابت نہین کرسکتا۔ اور اوسکی صحت کے بیان مین مرزا صاحب نے جو مغالطے دئے ہین اونکے صریح مغالطہ ہونے مین کسی فہمیدہ کو تامل نہین ہوسکتا۔ اب ذرا

دوسرا مغالطہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶) زبردستی اور مغالطہ دہی کے اور کچھ نہین کیا لکھتے ہین کہ "حدیث نے اپنی صحت کو آپ ظاہر کردیا ہے کیونکہ اوسکی پیشین گوئی پوری ہوگئی"۔ بھائیو! گفتگو اس مین ہے کہ یہ پیشین گوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے یا نہین کی اب یہ کہنا کہ پیشین گوئی پوری ہوگئی کیسی ملانی یا مغالطہ دہی ہے۔ پہلے یہ ثابت کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشین گوئی کی تھی اسکے بعد اوسکے پورا ہونے کو دیکھا جائے گا۔ اسکے ثبوت کا تو ذکر ہی نہین کرتے۔ یہ کہتے ہین کہ پیشین گوئی پوری ہوگئی۔ دنیا مین ہر قسم کے واقعات ہوا کرتے ہین اور اون مین بعض وقت اتفاقیہ خصوصی پیشین بھی ہو جایا کرتی ہین پھر اس سے کوئی کاذب یہ ثابت کرسکتا ہے کہ یہ پیغمبر کی پیشین گوئی تھی۔

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ لا ینخسفان لموت احد و
لا لحیاتہ ولکنہما آیتان من آیات اللہ فاذا رأیتموہما فصلوا۔ اسکا حاصل یہ ہے

کہ گہن کا ہونا کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں ہوتا یعنی گہن اسلئے نہیں ہوتا کہ کوئی بڑا شخص مرگیا یا کوئی بڑا شخص پیدا ہوا (مثلاً کوئی مجدد وقت یا مہدی زمان) بلکہ انکا ہونا صرف اللہ تعالیٰ کے وجود اور اوسکی قدرت کی دلیل ہے جب اسے دیکھو تو نماز پڑھو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کیطرف خاص طور سے متوجہ ہو جاؤ۔ اس حدیث میں غور کرنے سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں **ایک** یہ کہ سورج اور چاند کا وجود اور اون دونو نکا گہن خدا تعالیٰ کی وجود کی علامت اور اوسکا نشان ہے۔ **دوسرے** یہ کہ دونوں گہن اللہ تعالیٰ کے وجود کے سوا کسی دوسرے کے ہونے یا نہونے کے نشان نہیں ہیں جملہ لا ینخسفان الخ اس کو بخوبی ثابت کرتا ہے۔ اسلئے یہ **صحیح** حدیث نہایت روشن طریقے سے ظاہر کرتی ہے کہ پہلی حدیث جسمیں خاص طور کے گہن کو مہدی کے وجود کا نشان ٹھہرایا ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ اسمیں مخصوص گہنوں کو مہدی کا نشان بتایا ہے حالانکہ عام طور پر گہن صرف اللہ تعالیٰ کے وجود کا نشان ہے کسی مہدی یا رسول کا نشان نہیں ہے

اب نہایت ظاہر ہے کہ جو روایت اپنی سند اور راویوں کے اعتبار سے نہایت مخدوش ہو اور پھر اوسکا مضمون بھی صحیح حدیث کے مخالف ہو تو وہ روایت صحیح نہیں ہو سکتی۔ اس لئے **دار قطنی** نے اس صحیح حدیث کو مذکورہ حدیث کے بعد ذکر کرکے اسکی عدم صحت کو ایک خوبی سے ظاہر کر دیا۔ یہ کہنا کہ حدیث کی صحت کو معائنہ نے ثابت[؎] کر دیا۔ سخت مغالطہ ہے

؎ مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۴۹ میں اس روایت کی صحت پر بڑا زور لگایا ہے۔ مگر بجز

حجت اور دلیل نہیں ہوتے - اور صریح الفاظ کے خلاف امام صاحب کے مقولہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہنا کسی حق پسند کے لائق توجہ نہیں ہو سکتا - **الغرض** اول تو یہ روایت راویون کے لحاظ سے اعتبار کے لائق نہیں ہے اور اگر اس سے قطع نظر کی جائے تو الفاظ روایت کہہ رہے ہین کہ یہ مقولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہین ہے کہ قابل حجت ہو -

پانچوین وجہ یہ ہے کہ حدیث صحیح کے خلاف ہے کیونکہ حدیث صحیح تو یہ بتا رہی ہے کہ گہن صرف قدرت خدا کا نمونہ ہے کسی کی پیدایش اور مرنیکا نشان نہین ہے - اور یہ روایت مرزا صاحب کے قول کے بموجب یہ کہتی ہے کہ یہی معمولی گہن رمضان کی خاص تاریخون مین مہدی کے ہونے کا نشان ہے اسلئے یہ روایت صحیح حدیث کے خلاف ہوئی - اور جو روایت یا قول صحیح حدیث کے خلاف ہو وہ اعتبار کے لائق نہین ہے - روایت کی سند کی حالت اور مرزا صاحب کی دیانت کو ظاہر کرکے ہم اوس روایت کے ہر ایک لفظ کی تشریح کرتے ہین تاکہ اونکی قابلیت پر پوری روشنی پڑے اور طالبین حق کو اونکی غلطیان اور زبردستیان روشن ہو جائین - روایت کا ہر ایک جملہ علیحدہ علیحدہ کرکے اوسکے معنی بیان کئے جائین گے ملاحظہ ہو -

(۱) حدیث مین اول جملہ یہ ہے **لمھدینا اٰیتین** ہمارے مہدی کیلئے دو نشانیان ہین اسمین اول تو یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ مہدی سے کون مراد ہے چونکہ یہ حدیث ہے اسلئے حدیثون ہی مین اسکی تفسیر دیکھنا چاہیئے -

---

(بقیہ صفحہ ۵۸) یعنی اونکے جو معنی مرزا صاحب بیان کرتے ہین اونکا ظہور تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے اب تک بہت ہو لیا ہے اور بعض وقت دو دو مہدی ہی پائے گئے ہین نمونہ ہمنے دکھلا دیا اب جماعت احمدیہ اوسمین غور کرے اور اسمین غور کرکے اونکو دیکھے صرف مرزا صاحب کے کہنے پر ایمان نہ لیکے ورنہ شرمندہ ہونگی ۱۲

ہوش کرکے اس کو معلوم کرلینا چاہئے کہ بیان سابق سے کامل طور سے ثابت ہوا کہ نشان مہدی کی مذکورہ روایت پانچ وجہ سے لائق حجت اور قابل اعتبار نہیں ہے۔

پہلی وجہ اسکا ایک راوی **عمرو بن شمر** بڑا جھوٹا ہے اپنی طرف سے روائتیں بناکر بزرگوں کی طرف منسوب کردیتا تھا۔

دوسری وجہ اسکا دوسرا راوی **جابر** ہے وہ بھی لائق اعتبار نہیں ہے۔

تیسری وجہ اس روایت کا خاص بیان کرنے والا **محمد بن علی** مجہول ہے یعنے معلوم نہیں ہوتا کہ کون محمد بن علی ہے کیونکہ اس نام کے کئی ہیں اور مجہول کی روایت اعتبار کے لائق نہیں ہوتی۔

چوتھی وجہ اگر مرزا صاحب کے خیال کے مطابق مان لیا جائے کہ **محمد** بن علی سے مراد امام باقر رضی اللہ عنہ ہیں تو الفاظ صاف طور سے یہ کہہ رہے ہیں کہ روایت کا بیان حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے بلکہ خود امام صاحب کا کشفی مقولہ ہے جیسا کہ اولیاء اللہ نو ہوا کرتا ہے اور بعض وقت اہل اللہ اپنے کشف سے پیشین گوئی کردیتے ہیں مگر اولیاء اللہ کے کشفی امور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷) اسکے لئے ضرور ہے کہ پہلے یہ ثابت ہوئے کہ اس واقعہ کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اوسکے بعد اوسکے پورا ہونیکو دیکھا جائیگا۔ بھائیو یہاں اسکا ثبوت نہیں ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی ہے۔ پھر اوسکا پورا ہونا چہ معنی دارد۔

بھائیو ذرا دیکھو تو یہ کیسا صریح مغالطہ ہے کیا سچے مجدد اور انبیا ایسے ہی مغالطے دیا کرتے ہیں۔ مرزائیوں میں شاید یہ بھی منہاج نبوت یا معیار نبوت ہوگی۔ جماعت احمدیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴۹ دیکھکر فرمائے کہ اب احمق اور جنگلی وحشی کون ہے مولوی عبدالحق صاحب یا وہ جو جھوٹی روایت کو بلا دلیل زبردستی سچا کہے۔ یہ بھی کہیے کہ گندہ جھوٹ کسکا ثابت ہوا۔ مولوی عبدالحق کا یا اوسکا جو بغیر کسی ثبوت کے ایک واقعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی بلا سند کہہ رہا ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ

لاتذهب الدنیا حتے یملک	اوسوقت تک کہ ایک شخص میرے اہلبیت سے عرب کا
العرب رجل من اہل بیتی	بادشاہ نہو (پھر اوسکی ایک علامت یہ فرماتے ہین کہ)
یواطئی اسمہ اسمی	اوسکا نام میرے نام کے مطابق ہوگا یعنی اوسکا نام محمد ہوگا

دوسری روایت مین ہےکہ اوس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا یعنی اوس کے باپکا نام عبداللہ ہوگا - اس حدیث مین امام مہدی کی چار علامتین نہایت صاف طور سے مذکور ہین **پہلی** یہ کہ وہ عرب کے بادشاہ ہونگے - **دوسری** یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے لوگون مین سے ہونگے یعنی حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد مین ہونگے - **تیسری** یہ کہ اونکا نام محمد ہوگا - **چوتھی** یہ کہ اونکے باپ کا نام **عبداللہ** ہوگا - بھائیو! اب بتاؤ کہ تمہاری عقل و فہم اور تمہارا علم اسمین تامل کرسکتا ہے کہ ان علامتون مین سے ایک علامت بھی مرزا صاحب مین نہین پائی جاتی عرب کے بادشاہ تو کیا ہوتے اونھین تو وہان کا جانا بھی نصیب نہ ہوا - اور حج بیت اللہ سے بھی محروم رہے - اور باوجودیکہ حج اونپر فرض تھا مگر اونھون نے اوس فرض کو ادا نہین کیا - اپنے آپ کو خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے - مگر مدینہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو نہ گئے اور ہزارون روپیہ مانگ مانگ کر منارہ وغیرہ مین فضول صرف کردیا - اب اس کہنے مین کیا تامل ہوسکتا ہے کہ نافرمان خادم تھے یا خادم رسول اللہ اور عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا صرف مسلمانون کے متوجہ کرنے کے لئے تھا - درحقیقت کچھ نہ تھا - اگر جان کے خوف کا عذر کیجئے تو عاشق یہ عذر کبھی پیش نہین کرسکتا - اسکے علاوہ یہ عذر محض غلط ہے کیونکہ وہان بالکل آزادی ہے ایک شخص ضلع مظفرپور کا رہنے والا مدعی امامت ہوا تھا اور مرزا صاحب کے آخر وقت مین یا اونکے مرنے کے کچھ

الحمد للہ حدیثون مین اس کی کامل تفسیر اور تسلی بخش شرح موجود ہے۔ اور علماے سابقین نے
خاص اس بیان مین رسالے لکھے ہین۔ **شیخ علی متقی** کا ایک مبسوط رسالہ جسکا نام **البرہان**
فی علامات مہدی آخرالزمان ہے۔ اسوقت میرے سامنے رکھا ہے اسمین
کافی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مہدی آل رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے
ہون گے اور اونکے وجود کی علامتین بھی شرح وبسط کے ساتھ بیان کی ہن اطرح شیخ ابن حجر
ہیتمی مکی نے **فتاوی حدیثیہ** مین مہدی آخرالزمان کی علامات بیان کئے ہین
یہ فتاوی مصر کا چھپا ہوا موجود ہے اوسکے صفحہ ۲۷ سے ۳۲ تک دیکھا جاے شیخ ممدوح نے
امام مہدی کے بیان مین خاص رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے **القول المختصر فی علامات**
المہدی المنتظر امام قرطبی نے اپنے رسالہ **تذکرہ** مین امام ممدوح کے حالات
اور علامات بیان کئے ہین اور امام عبدالوہاب شعرانی نے اوسکا مختصر کیا ہے وہ ۱۳۱۰ھ
کا مصر مین چھپا ہوا موجود ہے۔ **امام ربانی** حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی نے اپنے
مکتوبات مین امام ممدوح کی علامتین بیان کی ہین اگر حق طلبی اور کچھ خوف خدا ہے تو ان
رسالون کو دیکھئے اونسے بخوبی ظاہر ہو جائیگا کہ حدیث مین جنکو **مہدی** کہا گیا ہے
وہ مرزا **غلام احمد** صاحب ہرگز نہین ہو سکتے کیونکہ جس قدر علامتین امام مہدی کی
ان رسالون مین حدیثون سے بیان کی ہین انمین سے کوئی علامت مرزا صاحب مین
نہین پائی جاتی۔ مثلاً وہ دنیا کے اور خصوصاً عرب کے مالک و بادشاہ ہونگے اہلبیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی فاطمہ سے ہون گے۔ **صحیح ابوداؤد و ترمذی** مین ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ دنیا فنا ہو گی	قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

ہن اور مرزا صاحب مین وہ علامتین نہین پائی جاتین وہان کیا باتین بنائی جائینگی۔ ان رسالون کو دیکھکر کوئی سچا مسلمان مرزا صاحب کو مہدی ہرگز نہین مان سکتا۔ اسلئے اس حدیث کو پیش کرنا مرزا صاحب کی صریح غلطی یا عوام کو فریب دہی ہے۔ اور اگر اون حدیثون کو ضعیف یا موضوع کہکر ٹال دیا جائیگا تو امام مہدی کا آنا ہی ثابت نہ ہوگا اور یہ حدیث بھی اوسی زمرہ مین ہوگی پھر اونکے لئے آسمانی شہادت چہ معنی دارد۔ احمدی جماعت کے اہل علم ذرا ہوش گوش سے کام لین اگر امام مہدی کے آنے کی حدیث کو مانا جائیگا تو اونکی علامتین جو حدیث مین آئی ہین اونھین بھی ماننا ہوگا۔ کیونکہ دونون قسم کی حدیثین ایکطرح کی ہین۔ اور اگر نہ مانا جائیگا یا اونکے الفاظ کے صریح معنی مین تغیر کیا جائیگا تو ہم بھی مہدی کے آنے کی حدیثون مین اوسی طرح کی باتین بنا دینگے۔ غرضکہ جس طرح اس سے پہلے مرزا صاحب کے دعوی کے غلط ہونے کی پانچ وجہین حدیث کی عدم صحت مین بیان کی گئین یہ **چھٹی** وجہ اونکے کذب کی ہے۔ حدیث کو صحیح مان کر یعنے دار قطنی کی روایت اگر صحیح بھی مان لی جائے تو بھی مرزا صاحب اوسکے مصداق نہین ہوسکتے کیونکہ وہ امام مہدی کے لئے ہے اور مہدی کی جو علامتین حدیثون مین آئی ہین وہ علامتین مرزا صاحب مین ہرگز نہین پائی گئین۔

اسکے علاوہ مرزا صاحب کا اصل دعوی یہ ہے کہ مین مثیل مسیح بلکہ مسیح موعود ہون اور اس حدیث مین مہدی کی بشارت دی گئی ہے۔ حضرت مسیح کی خبر نہین ہے۔ اسلئے بھی اس روایت سے مرزا صاحب کا استدلال کسیطرح صحیح نہین ہوسکتا۔ اور یہ کہنا کہ مسیح موعود ہی مہدی ہین کوئی اور مہدی نہین ہے احادیث متواترۃ المعنی اور مشہورہ سے مردود ہے[1]۔ غرضکہ حدیث کا پہلا لفظ مرزا

ذکر روایت لا مہدی الا عیسی بن

[1] اور روایت لا مہدی الا عیسی ابن مریم کو محدثین صحیح نہین کہتے۔ بلکہ لکھتے ہین ھذا الخبر منکر میزان الاعتدال ذہبی اور مفتاح الزجاجہ اور مفتاح الحاجہ دیکھا جائے۔ مگر ہم اس بحث کو طول دینا نہین چاہتے بلکہ یہ کہتے ہین کہ اسکے معنی وہ نہین ہین جو مرزا صاحب سمجھے ہین بلکہ جسطرح عربی کا یہ جملہ مشہور ہے

بعد مکہ معظمہ گیا تھا وہان جاکر اوسنے دعوی کیا تھا اوس کو کسی نے جان سے نہین مارا صرف وہان سے نکال دیا گیا۔ مرزا صاحب کے بیٹے مکہ معظمہ گئے اور باوجودیکہ شریف مکہ معظمہ انھین کافر کہتے تھے اور مدعی مہدویت و نبوت کا بیٹا جانتے تھے مگر کچھ تعرض اونسے نہین کیا۔

غرضکہ امام مہدی کی پہلی علامت اونمین کسی طرح نہین پائی گئی۔ اسی طرح اور علامتین بھی نہین پائی گئین۔ سب جانتے ہین کہ اونکا نام محمد یا احمد اور اونکے باپ کا نام عبداللہ نہین تھا بلکہ اونکا نام **غلام احمد** اور اونکے باپ کا نام **غلام مرتضیٰ** تھا۔ یہ کیسی روشن بات ہے کہ یہ دو علامتین بھی مرزا صاحب مین نہین پائی گئین۔

دوسری علامت یہ تھی کہ وہ اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی فاطمہ سے ہونگے اسکا نپایا جانا بھی نہایت ظاہر ہے کیونکہ مرزا صاحب تو دوم درجہ کے شیخ صدیقی یا فاروقی بھی نہین ہین اور اہلبیت رسول اور بنی فاطمہ ہونا تو بڑی بات ہے۔ پھر اس حدیث مین جسکے آنے کی خبر دی ہے وہ مرزا صاحب کسی طرح نہین ہوسکتے اور زبردستی کی باتین بناکر آل رسول ہونے کا دعوے کرنا کسی راستباز کا کام نہین ہے۔ اسطرح کی باتین بناکر ہر مسلمان خصوصاً علما آل رسول ہونیکا دعوے کرسکتے ہین اور حدیثون مین اونکی نسبت صرف آل رسول کا لفظ نہین ہے بلکہ اہلبیت رسول اور بنی فاطمہ اونھین کہا گیا ہے۔ حدیثون مین مہدی موعود کی نسبت **مِن اَهلِ بیتی** اور **مِن عِترَتی** اور **مِن وُلدِ فاطمه** آیا ہے۔ یہ تینون لفظ کسی مرزا پر کسی طرح صادق نہین آسکتے۔ اور آل رسول ہونے کے علاوہ اور علامتین جو امام مہدی کی بیان ہوئی

---

[1] یعنی وہ مہدی میری اہلبیت سے ہوگا۔ اور بعض روایت مین ہے میری خاص اولاد میں ہوگا اور بعض مین ہے کہ فاطمہ کی اولاد سے ہوگا۔ اہل علم غور کرسکتے کہ یہ تینون الفاظ بجز سید آل رسول کے کسی شیخ صدیقی اور فاروقی پر بھی صادق نہین آسکتے۔ اور مرزا تو بہت ہی کم مرتبہ کا نسب ہے۔ ۱۲

علم انه ادرك الآخر الذی لم یدرك بذاته - یعنی آیت کھلی نشانی
کو کہتے ہین - اور وہ ظاہر اور کھلی چیز دوسری پوشیدہ چیز کو اس طرح لازم ہو کہ جو کوئی اوس علامت
اور نشان کو معلوم کرلے وہ فوراً اوس پوشیدہ چیز کو سمجھ جاے اور معلوم کرلے کہ وہ شئی موجود ہے
جب آیت کے یہ معنی ہوئے تو معلوم ہوا کہ اس حدیث مین امام مہدی کی ایسی دو نشانیان
بیان کی گئی ہین کہ جس وقت انکا ظہور ہو فوراً یقین کرنا چاہئے کہ امام مہدی موجود ہین - ان
نشانون کے بعد نہ دعوے مہدویت کی ضرورت ہے نہ کسی دوسری شرط کی - اب رہی یہ بات
کہ اگر مہدویت کا مدعی اسوقت کوئی نہین ہے تو کیونکر معلوم ہو کہ کون مہدی ہین اسکا جواب
یہ ہے کہ جن کی شان یہ ہے کہ سینکڑون برس پہلے سے سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٤) سابق مین جو حدیثین خاص امام مہدی کے باب مین آئی ہین اونکے مخالف یہ روایت نہین
ہے کیونکہ اس حدیث مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت و شان بمقابلہ امام مہدی کے بیان کرنا مقصود
ہے جس طرح عرب کا یہ مقولہ ہے ما فتی الا علی اعنی کوئی جوان نہین ہے مگر علی رضی اللہ عنہ - اب ظاہر ہے کہ اس قول
کا یہ مطلب نہین ہے کہ حضرت علیؓ کے سوا کوئی اور جوان نہین ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ حضرت علیؓ ایسے عالی حوصلہ اور
صاحب قوت جوان ہین کہ اونکے مقابلہ مین گویا دوسرا جوان ہی نہین ہے - اسی طرح حدیث کا مطلب یہ ہے کہ
حضرت عیسیٰؑ کی شان ہدایت ایسی عظیم الشان ہے کہ دوسرا ہادی اونکے مقابلہ مین گویا نہین ہے - اس قول کو عبد الوہاب
شعرانی نے خلاصہ تذکرہ مین نقل کیا ہے - (صفحہ ۱۱۸ ملاحظہ ہو) شرح مقاصد کے جلد ۲ صفحہ ۳۰۸ مین بھی اس روایت
کا مطلب لکھا ہے - جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس روایت کا مطلب یہ نہین ہے کہ حضرت عیسیٰ کے سوائے کوئی اور مہدی
نہین ہے - مگر چونکہ مرزا صاحب کے مدعا کے خلاف ہے اسلئے نہ اونھین توجہ ہوئی اور نہ اون کے متبعین کو کیونکہ
ادہر توجہ کرنا مرزا پرستی کے خلاف ہے - افسوس صد افسوس - اس پر خوب نظر رہے کہ حدیث کے
اس ایک لفظ سے دو باتین ایسی نکلین جنھون نے ثابت کردیا کہ حدیث کی بشارت مرزا صاحب کے لئے
کسی طرح نہین ہو سکتی - کیونکہ اس روایت مین امام مہدی کی بشارت ہے اور جو علامتین امام مہدی کی حدیثون
مین آئی ہین وہ مرزا صاحب مین کسی طرح نہین پائی جاتین - اسکے علاوہ مرزا صاحب کو مسیح موعود ہونیکا دعوی ہے ازالہ اوہام
وغیرہ دیکھا جائے اور امام مہدی اور ہین اور مسیح موعود اور ہین دونون ایک نہین ہین اسلئے حدیث کے ایک لفظ سے مرزا صاحب
کا دعوے دو وجہ سے غلط ثابت ہوا - ۱۲ سے ۵ آیت کے معنی جس کتاب سے نقل کئے گئے ہین خلیفہ صاحب نے

صاحب کے دعوے کو دو وجہ سے غلط ثابت کرتا ہے۔ یعنی اس حدیث مین جو پیشین گوئی ہے وہ مرزا صاحب کی نسبت نہین ہو سکتی اسکی تفصیل کی ضرورت نہین ہے۔ مین نے چھ رسالونکا حوالہ دیا ہے جنمین اسکی تفصیل مذکور ہے جسکا جی چاہے اون رسالون کو دیکھے۔ اسکے علاوہ اہل علم حق بین کے لئے کتب احادیث کا ذخیرہ موجود ہے۔ اگر محققانہ نظر سے وہ ملاحظہ کرینگے تو اس دعوے کی کامل تصدیق کر سکتے ہین۔ مین اس طویل بحث سے قطع نظر کرکے صرف حدیث کے مطلب سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہون کہ حدیث مین جو پیشین گوئی ہے وہ مرزا صاحب کے لئے ہرگز نہین ہو سکتی اور اس پیشین گوئی کا ظہور ابتک نہین ہوا۔

(۲) دوسرا لفظ حدیث مین **آیتین** ہے یعنی کہا گیا ہے کہ ہمارے مہدی کے لئے دو آیتین ہین اسلئے آیت کے معنی معلوم کرنا چاہئین۔ **امام راغب اصفہانی** مفردات القرآن مین لکھتے ہین۔ **والایۃ ہی العلامۃ الظاہرۃ وحقیقۃ لکل شیٔ ظاہرۃ ملازم لشیٔ لایظہر ظہورہ فمتی ادرک مدرک الظاہر منہما**

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٣) کہ لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار یعنی کوئی جوان نہین ہے مگر حضرت علیؓ اور کوئی تلوار نہین ہے مگر حضرت علیؓ کی تلوار جسکا نام ذوالفقار ہے۔ اب نہایت ظاہر ہے کہ اسکا یہ مطلب نہین ہے کہ حضرت علیؓ کے سوا کوئی جوان نہین ہے صرف حضرت علی ہی جوان ہین اسی طرح یہ ارشاد ہے۔ کوئی مہدی نہین ہے مگر عیسیٰ اسکے بھی یہ معنی نہین ہین کہ حضرت عیسیٰؑ کے سوا کوئی اور مہدی نہین ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ایسے عظیم الشان اور عالی مرتبہ ہادی ہین کہ اونکے مرتبہ کو کوئی ہادی غیر نبی نہین پہنچ سکتا جسطرح کوئی جوان صاحب قوت ولایت و ہادی امت حضرت علیؓ کی قوت کو نہین پہنچا۔ چنانچہ امام قرطبی نے کتاب تذکرہ مین امام مہدی کا ذکر کرتے ہین اوسمین اس روایت کو نقل کرکے لکھتے ہین وہذا لاینافی ماتقدم فی احادیث المہدی لان معناہ لتعظیم شان عیسی بن مریم علیہ الصلوۃ والسلام علی المہدی ای انہ لا مہدی الا عیسی لعصمتہ وکمالہ فلاینافی وجود المہدی کقولہم مافتی الا علیؓ یعنی بیان

علماء نے اونھین مجدد کہا ہی اسی وجہ سے ہر ایک محقق نے اپنے تحقیق اور اپنے خیال کے بموجب نام بتائے ہین۔ ازالۃ الخفا۔ اور مقاصد حسنہ۔ اور عون المعبود۔ وغیرہ ملاحظہ کیا جائے۔ عسل مصفی مین بہت مجددونکے نام لکھے ہین مگر سب کا دعوی کرنا نہین لکھا۔ اس سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ مجدد اور مہدی کے لئے دعوے کی ضرورت نہین ہی۔ اور اس کی وجہ یہ ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مجدد و مہدی پر ایمان لانا فرض نہین ہی۔ کہ بغیر ایمان لائے نجات نہو۔

الحاصل حدیث کے پہلے ہی جملہ سے ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب کا یہ کہنا محض غلط ہی کہ جس وقت یہ دونون گہن پائے جائین اور اوس وقت کوئی مدعی بھی ہو کہ مین مہدی ہون اور اگر اوسوقت کوئی مدعی نہین ہی تو یہ گہن کسی کی صداقت کے نشان نہین ہین یہ دعوے حدیث کے بالکل خلاف ہی۔ اور کسی دوسری حدیث سے بھی ثابت نہین ہوتا کہ جسوقت امام مہدی ظاہر ہونگے تو وہ اپنے مہدی ہونیکا دعوی بھی کرینگے اور اونکے لئے یہ معمولی گہن نشان اور علامت ہوجائینگے۔ الغرض **حدیث کا پہلا جملہ جسکے دونون لفظ سے بالیقین ثابت ہوتا ہی کہ معمولی طور سے رمضان شریف مین چاندگہن اور سورج گہن کا ہونا مہدی کی نشانی نہین ہی**۔ خواہ اوسوقت کوئی مدعی مہدویت ہو یا نہو۔ کیونکہ اوس گہن کو مہدی کی علامت کہا ہی اسلئے جب اوس قسم کا گہن پایا جائیگا تو اوس وقت مہدی ضرور موجود ہونگے بغیر مہدی کے موجود ہوئے اوس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶) دعوی کی شرط لگاتے ہو۔ ہم کہتے ہین کہ یہ دعوے غلط ہے۔ اس لئے تمہین ضرور ہے کہ ہر صدی کے مجدد اور اون کا دعوے کرنا ثابت کرو۔ اور ان تیرہ صدی کے حالات مثل انبیاے سابقین کے پوشیدہ اور تاریکی مین نہین ہین کہ اونکا بیان کرنا دشوار ہو اسپر بھی نظر کرنا چاہئے کہ بزرگون نے صرف حالات معلوم کرکے مجددون کے نام لکھے ہین کسی نے دعوے کرنے کا خیال نہین کیا اگر عقلی طور سے دعوے کرنیکی ضرورت ہوتی تو علماے کاملین اونکا نام ہرگز نہین لکھتے جنھون نے دعوی نہین کیا۔ ۱۲

اونکے آنے کی خبر دی۔ جن کی ذات بابرکات کی بہت سی صریح علامتین بیان کین جنکے لئے اس حدیث
کے بموجب خداوند عالم نے ایسے عظیم الشان دولتشان مقرر کئے جو کسی نبی کسی مجدد کے لئے نہین کئے
تھے پھر ایسی مقدس ذات پوشیدہ نہین رہ سکتی۔ اون کے حالات۔ اون کے کلمات۔ اون کے
اخلاق۔ اون کی علامات (جو حدیثون مین آئے ہین) اُنھین متعین کردین گے۔ اونکی برگزیدہ
ذات مقناطیس کی طرح لوگون کے دلون کو اپنی طرف کھینچے گی۔ جب اون کی ذات سے مسلمانونکو
اور اسلام کو وہ فائدہ پہونچیگا جسکا ذکر حدیثون مین آیا ہی تو بے اختیار مسلمان اُنھین مہدی
کہین گے۔ خدائتعالیٰ اُنکے دل مین ڈالیگا کہ یہ مہدی ہین سب بے ساختہ اونکی زبانین کہنے لگین گی
کہ یہ مہدی ہین۔ اونکے حالات اور کمالات اونھین تمام مخلوق سے ممتاز کردینگے اور پھر اونکے وقت
مین اون کھنونکا ہونا۔ اونھین متعین کردیگا۔ وہان دعوے کی اور اشتہارون کی اور رسالون
کی ضرورت نہوگی۔ ملاحظہ کیا جائے کہ حدیث مین آیا ہی کہ ہر صدی مین مجدد آئیگا اور مرزا صاحب
بھی اسے مانتے ہین۔ بموجب اس حدیث کے تیرہ صدی مین بارہ مجدد ہونا چاہئین۔ اب جماعت
احمدیہ بتائے کہ وہ کون بارہ مجدد ہوئے[۵۱] جنھون نے دعوے کیا ہو کہ مین مجدد ہون۔ بجز دو چار شخصون
کے اور کوئی مدعی نظر نہین آتا۔ البتہ اونکے حالات معائنہ کرکے یا بطریق صحیح معلوم کرکے اہل

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵) نہایت معتبر جانتے ہین یہ کتاب خاص قرآن مجید کے لغت مین چوتھی صدی مین لکھی گئی ہے
مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام اتھم کے صفحہ ۵ مین جو کچھ اسکے معنی بیان کرنے مین اظہار قابلیت کی ہی وہ محض ایجاد بندہ ہے
لغت سے اوسے کچھ تعلق نہین۔ البتہ اسقدر اوسکا حاصل قرار دیا جاسے کہ جو خارق عادت مامور من اللہ کی
تصدیق کے لئے ظاہر ہو وہ آیت ہی تو ہم تسلیم کرتے ہین۔ اور نہایت زور سے کہتے ہین کہ سنہ ۱۳۱۲ھ مین جو چاند گہن
اور سورج گہن رمضان مین ہوا وہ کسی کے لئے آیت نہین ہوسکتا۔ کیونکہ وہ معمولی دور رکھتا۔ کوئی خرق عادت نہین تھی ۱۲

۵۱ اسکے جواب مین یہ کہنا کہ کوئی تمام انبیاے سابقین کا نام بتائے عوام کو دھوکا دینا ہے۔ کیونکہ ہم کوئی ایسا
دعوی نہین کرتے جس کے لئے ہمین نام بتانے کی ضرورت ہو۔ ہمین بالاجمال سب پر ایمان لانا کافی ہی۔ تم مجدد کیلئے

کہیگا کہ وہ دو آیتین جو اپنی صفت مین بے نظیر ہین وہ ہمارے مہدی کے لئے مخصوص ہین انکا ظہور کسی وقت مین نہین ہوا - خاص اوسی مہدی کے وقت مین ہوگا -

الغرض اس جملہ نے مجمل اور مبہم طور سے ان نشانونکا بے نظیر ہونا بیان کیا اسکے بعد اون بے نظیر علامتون کا بیان ہی - پہلی علامت یہ ہی کہ چاند گہن رمضان کی پہلی رات مین ہوگا -

(۳) حدیث مین اس گہن کا وقت اس طرح بیان ہوا ہی **تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان** - یعنی رمضان کی پہلی رات مین چاند گہن ہوگا مگر عرب کے اکثر بول چال مین مہینہ کی پہلی رات کے چاند کو ہلال کہتے ہین اور حدیث مین قمر کا لفظ آیا ہے اسلئے اول لیلۃ سے مراد اگر وہ پہلی رات لی جائے جبکی چاند کو صرف قمر کہا جاتا ہے تو ایک طور سے اول لیلۃ کہنا بھی صحیح ہو جاتا ہی - اور قمر کا اطلاق بھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۸) سے دریافت کرتے ہین کہ مرزا صاحب جو ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۴۷ مین اپنے مخالفین کو خالی گدھا بتا رہے ہین اب تو آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ الفاظ حدیث کا وہی مطلب ہی جو اونکے مخالفین لکھ رہے ہین - اب فرمائیے کہ خالی گدھا یا بھرا گدھا کون ہے اور عالمانہ تدبر سے بالکل بے بہرہ اور بے نصیب کون ہے - خدا کو عالم ما فی الصدور جان کر جواب دے ۱۲، ۱۲ -

رك یہ کیسی کھلی ہوئی بات ہی کہ طالب علم بھی اسکو بخوبی سمجھ سکتا ہے - مرزا صاحب باوجود اس دعوے کے نہین سمجھتے اور محض بے تکا اسکا مطلب بیان کرتے ہین - چنانچہ ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۴۸ مین لکھتے ہین اس جگہ غرض یہ ہی کہ یہ دو نشان اس خصوصیت کے ساتھ مہدی کو دیے گئے ہین - خلیفۃ المسیح فرمائین وہ کون خصوصیت ہی بجز اس خصوصیت کے جو ہم الفاظ حدیث سے بیان کر چکے ہین - اس کے بعد یہ نکا جملہ ملاحظہ کیجئے کہتے ہین کہ لم تکونا کا لفظ آیتین کی تشریح کرتا ہی کہ وہ مہدی کے ساتھ خاص کی گئی ہین - اسکا مطلب خلیفہ صاحب بیان فرمائین - اے جناب حرف لم تکونا تشریح نہین کرتا بلکہ پورا جملہ یعنی لم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض تشریح کرتا ہی او

طرح کا گہن کبھی نہین ہوسکتا۔ اور مرزا صاحب کے وقت مین تو معمولی گہن تھا وہ مہدی کی علامت نہین ہوسکتا۔

(۳) دوسرا جملہ حدیث مین یہ ہے لم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض یہ جملہ حدیث مین دو مرتبہ آیا ہی۔ پہلی مرتبہ آیتون کے بیان کرنے سی پہلے۔ اور دوسری مرتبہ انکے بیان کرنے کے بعد۔ پہلے مرتبہ مین جو لم تکونا ہی وہ آیتین کی صفت ہے اور اس مین جو ضمیر ہے وہ آیتین کی طرف پھرتی ہی۔ اسلئے اس جملہ کے یہی معنی ہین کہ وہ دونون آیتین یعنی وہ دو نشانیان ایسی ہین کہ جب سے آسمان وزمین پیدا ہوئے ہین اُس وقت سے ان آیتون کا ظہور نہین ہوا۔ اور اون دو نشانون سی مراد کسوف وخسوف ہین جو خاص طور کے ہون گے اور جن کو علامت اور نشان کہا جائیگا۔ یہ پہلا جملہ ہے جس سی ظاہر ہوتا ہے کہ مہدی کی وہ علامتین بے نظیر ہونگی۔ کیونکہ جب یہ جملہ آیتین کی صفت کا شفہ ہی تو اسکا یہی مطلب[1] ہوسکتا ہی کہ وہ معمولی باتین نہین ہین بلکہ ایسی عجیب وغریب نشانیان ہین کہ جب سے آسمان وزمین کا وجود ہوا ہے اونکا ظہور کسی وقت کسی کیلئے نہین ہوا۔ یہ جملہ صاف بتارہا ہے کہ وہ نشان بے نظیر ہین۔ اونکا وجود کسی وقت نہین پایا گیا۔ صرف اوس مہدی کے وقت پایا جائیگا۔ اب پورے جملے کو ملا کر دیکھو یعنی لمہدینا آیتین لم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض۔ اب جسی کچھ بھی عربیت کا مذاق ہی وہ اسکا مطلب یہی

---

[1] اس کا یہ مطلب کہنا محض غلط ہے کہ وہ نشانیان بے نظیر نہین ہین بلکہ وہ نسبت بے نظیر ہے جو اون نشانیون کو مہدی کی طرف ہے۔ الفاظ حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہین ہوسکتا۔ اتنا بھی نہین سمجھتے کہ اگر یہ مقصود ہوتا کہ نسبت بے نظیر ہے تو لم تکونا تثنیہ نہ آتا۔ بلکہ لم تکن ہوتا۔ ہمنے نہایت صفائی سے بیان کردیا۔ اگر اس پر بھی کوئی نہ سمجھے تو بقول مرزا صاحب پاگل کہلائیگا۔ اب ہم جماعت احمدیہ

اوسکا کوئی اصلی نام بھی ہو جس پر یہ مختلف حالتین طاری ہوتی ہین - اور وہ سب مین مشترک ہو وہ لفظ قمر ہے - اسکی مختلف حالتون کی وجہ سو اسکے نام مختلف ہوتے ہین یعنی اصلی نام کے سوا اکثر دوسرے نام لئے جاتے ہین - اور جب وہ حالت نہین رہتی تو صرف اصلی نام لیا جاتا ہو - **قاموس** اور اوسکی شرح **تاج العروس** ملاحظہ ہو - **الھلال غرة القمر وھی اول لیلة الخ** یعنی ہلال قمر کی پہلی رات کو کہتے ہین - دیکھئے کیسا صاف روشن ہو گیا کہ قمر ایسا لفظ ہو کہ پہلی رات کے چاند کو بھی کہتے ہین اور اوسے ہلال بھی کہتے ہین - صاحب تاج العروس لکھتے ہین **یسمی القمر للیلتین من اول الشھر ھلالا الخ** یعنی مہینہ کی پہلی دو راتون مین قمر کا نام ہلال رکھا جاتا ہو اس سے بخوبی ظاہر ہو کہ پہلی اور دوسری رات کے چاند کو قمر تو کہتے ہی ہین مگر ہلال بھی اوسکا نام ہے - **لسان العرب** مین بھی یہی عبارت ہو - لغت مین یہ کتاب ایسی مستند ہو کہ مرزا صاحب بھی اسے نہایت مستند مانتے ہین - یہ تین شاہد نہایت معتبر پیش کئے گئے جن سے ثابت ہو گیا کہ پہلی رات کے چاند کو قمر کہتے ہین - مگر اسکی حالت خاص کی وجہ سے اوسے ہلال کہا جاتا ہو نہ یہ کہ اوس رات کے چاند کو قمر کہنا غلط ہو - ان شاہدون کے علاوہ عظیم الشان شاہد قرآن مجید کا محاورہ ہو ملاحظہ کیا جائے (پہلی آیت) سورہ یٰسین مین ہو - **وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ** - یعنی قمر کے لئے ہمنے منزلین مقرر کی ہین اسکے بموجب ترقی کرتا ہو پھر اوس کی حالت کو تنزل ہوتا ہو یہانتک کہ سوکھی ٹہنی خمیدہ کے مثل ہو جاتا ہو - (دوسری آیت) **هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ** (سورہ یونس ع) یہ آیت اللہ تعالیٰ کی تعریف مین ہو

مشہورہ محاورہ کے مطابق ہوتا ہے اور اس شب مین نہایت صفائی سے گہن بھی محسوس ہوتا ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے الفاظ حدیث مین صرف ایک ضمیر مقدر ماننا پڑیگی۔ اور اصل عبارت یون ہوگی۔ **تنکسف القمر لاول لیلتہ من رمضان** یعنی چاند گہن ہوگا قمر کی پہلی رات مین رمضان کے مہینہ مین۔ مرزا صاحب نے جو مطلب تراشا ہے اوس مین بھی لفظ لیلتہ مین ضمیر کا زیادہ کرنا ضرور ہے۔ مگر اہل علم اسکو سمجھ سکتے ہین کہ اوسمین بہت تکلف ہے۔ اس معنی کے بیان کرنے سے ہماری غرض حضرات مرزائیونکو خوش کرنا ہے کیونکہ اوس پہلے معنی پر وہ اعتراض کرتے ہین کہ حدیث مین اوس شب کے چاند کو قمر کہا گیا ہے۔ اور مہینہ کی پہلی رات کے چاند کو قمر نہین کہتے ہین۔ ہمنے انکی خاطر سے اس اعتراض کو مان کر حدیث کے دوسرے معنی بیان کردئے۔ اگرچہ اونکا اعتراض محض غلط ہے جماعت احمدیہ ناخوش ہوگی مگر ہم خیرخواہانہ کہتے ہین کہ صرف اسی کسوف و خسوف کی بحث کو دیکھکر بیساختہ ہر ایک ذی علم منصف کا دل کہہ اوٹھیگا کہ مرزا صاحب صادقین مین نہین ہین اور لغت عرب و محاورات سے اونھین پوری خبر نہین ہے۔ مگر دعوے اس زور کا ہے جسکی انتہا نہین ہے۔ اب اون کی بیخبری ملاحظہ کی جائے۔ **قمر** کا لفظ جس طرح تیسری یا چوتھی یا ساتوین تاریخ کے چاند کو کہتے ہین اسی طرح مہینہ کی اول شب سے لیکر آخر تک کے چاند کو بھی قمر کہتے ہین اس کو اسطرح سمجھو کہ چاند کے نام مختلف اوقات اور صفات کے لحاظ سے مختلف رکھے گئے ہین مثلاً **ہلال** - **بدر** وغیرہ۔ اسلئے ضرور ہے کہ

اق مہینہ کی پہلی رات پر ... صاحب کی بڑی غلطی

(بقیہ صفحہ ۶۹) جب اس پورے جملے نے آیتین کی تشریح کی تو بجز اسکے اور کوئی معنی نہین ہو سکتے کہ وہ آیتین ایسی ہین کہ جب سے آسمان و زمین پیدا ہوئے ہین کبھی اونکا ظہور نہین ہوا اس صفت کی آیتین اس مہدی سے خاص ہین اسلئے اسکے بعد مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ خسوف و کسوف کی نرالی حالت بیان کرنا منظور نہین ہے۔ کیسا صریح غلط ہے جس جملہ کو خود مرزا صاحب نے آیتین کی تشریح کہا ہے وہ نہایت وضاحت سے خسوف و کسوف کی نرالی حالت کو بیان کرتا ہے۔ اوس جملہ کو آیتین کی تشریح کہنا اور پھر خسوف و کسوف کی نرالی حالت سے انکار کرنا کسی اہل علم کا کام نہین ہے۔"

اے نادانو۔ آنکھوں کے اندھو۔ مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرا سوچو! کہ حدیث میں چاندگرہن میں قمر کا لفظ آیا ہے۔ اگر یہ مقصود ہوتا کہ پہلی رات میں چاندگرہن ہوگا۔ تو حدیث میں قمر کا لفظ نہ آتا۔ بلکہ ہلال کا لفظ آتا۔ جب ہماری تحقیق سے آپ معلوم کر لیں گے کہ ہلال کا لفظ اس جگہ نہیں آسکتا۔ اور قمر کا اطلاق اس پر لغت سے اور قرآن مجید کے محاورہ سے ثابت ہے تو اب جماعت احمدیہ بنظر سچائی کہے کہ نادان کون ہے۔ اور آنکھوں کا اندھا۔ اور مولویت بلکہ مہدویت کو بدنام کرنے والا کون ہے۔ اب اگر یہ دریافت کیا جائے کہ مہینہ کی پہلی رات کے چاند کو قمر اور ہلال دونوں کہہ سکتے ہیں مگر ایسے مقام پر ہلال کا استعمال مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ لفظ خاص اس حالت کے لئے موضوع ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ دنیا میں چاندگہن کبھی ایسے وقت نہیں ہوا کہ اوس وقت کے چاند کو ہلال کہا جائے بلکہ گہن ہمیشہ ۱۳-۱۴-۱۵-کو ہوتا رہا ہے اور اوس وقت کے چاند کو قمر ہی کہتے ہیں اسلئے عرب کے محاورہ میں تنکسف القمر ہی بولتے ہیں تنکسف الھلال وہ بولتے ہی نہیں کیونکہ اسکا وقوع کبھی نہیں ہوا۔ پھر اس صریح محاورہ عرب کے خلاف تنکسف الھلال کیونکر بولا جاتا۔ بلکہ محاورہ عرب کے موافق ضرور تھا کہ تنکسف القمر ہی بولا جاتا مگر چونکہ یہ کسوف بطور خرق عادت اور بالکل بے نظیر تھا اسلئے اسکی ندرت اس طرح بیان کی گئی کہ لاول لیلۃ من رمضان یعنی یہ کسوف قمر (چاندگہن) مخصوص ہوگا رمضان کی پہلی رات سے اور ایسا واقعہ کبھی نہیں ہوا۔ اس پر خوب نظر رہے کہ الفاظ حدیث سے کس صفائی سے ثابت ہوگیا کہ چاندگہن کا وقت حدیث میں رمضان کی پہلی رات ہے اور اگر تیسری یا چوتھی شب لی جائے تو بھی ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ یہی ایسے

یعنی اللہ تعالی کی وہ ذات ہی جس نے شمس کو چمکدار اور قمر کو نور بنایا اور اوسکے لئے منزلین مقرر کین تاکہ تم برسون کی گنتی کر سکو اور حساب جان سکو- اہل علم پر آفتاب کی طرح روشن ہی کہ ان دونون آیتون مین پورے مہینے کے چاند کو قمر کہا ہی خواہ وہ پہلی رات کا چاند ہو یا کسی دوسری تاریخ کا- اور یہ صرف دو ہی جگہ نہین بہت جگہ پورے مہینے کے چاند کو قمر کہا ہی جسکو تحقیق کا زیادہ شوق ہو وہ قرآن مجید کو اچھی طرح دیکھے- افسوس ہی کہ مرزا صاحب کو ادیب ہونیکا فخر قرآن دانی کا بہت بڑا دعوی- مگر ایک متعارف اور مشہور لفظ جو قرآن مجید مین متعدد جگہ مستعمل ہے اوسکے معنی کی تحقیق نہین ہی باینہمہ اونکے دعوؤن پر جماعت احمدیہ اپنی ایمان کو قربان کر رہی ہے- یہان اس لغت کے متعلق ایک نکتہ بیان کیا جاتا ہی غور سے ملاحظہ ہو- وہ یہ ہی کہ چاند کا ٹھیک ترجمہ عربی مین قمر ہے جس طرح چاند اردو زبان مین ہر رات کے چاند کو کہتے ہین- اسی طرح عربی مین ہر رات کے چاند کو قمر کہتے ہین خواہ وہ پہلی رات کا چاند ہو یا کسی دوسری راتکا- مگر چونکہ عربی زبان اردو زبان سے زیادہ وسیع ہی اس لئے عربی مین بعض خاص حالت کی نظر سے اوسے **ہلال** کہا ہی بعض حالت مین **بدر** کہا ہی- اسکا یہ مطلب نہین ہی کہ اون خاص حالتون مین **قمر** کا اطلاق نہین ہوتا بلکہ یہ مطلب ہے کہ اس حالت خاص کیوقت چاند کے لئے دو لغت ہوگئے ایک وہی اصل لفظ **قمر** دوسرا **ہلال** یا **بدر**- فصحائے ادب حسب موقع اور ضرورت ہر ایک لفظ کو استعمال کر سکتے ہین-

اب اس کہنے مین کیا تامل ہو سکتا ہی کہ مرزا صاحب کو لغت کی ظاہری باتون پر بھی نظر نہین ہی- اسی طرح قرآن سے بھی ماہر نہین ہین- مگر دوسرے علما کو کیسے سخت الفاظ سے کہہ رہی ہین (ضمیمہ انجام اتھم کا صفحہ ۴۶ و ۴۷ ملاحظہ ہو)-

(۲) سورج گہن کے وقت کا بیان حدیث کے لفظ فی النصف منه سے ہوتا ہے۔ اب اگر نصف سے مراد وسط لیا جائے اور کہا جاے کہ سورج گہن اپنے معمولی ایام کے وسط مین ہوگا۔ تو لفظ منه مین ضمیر ہے وہ کدھر جائیگی۔ یہ معنی تو چاہتے ہین کہ منه کی ضمیر ایام کی طرف پھرے مگر یہ دو طور سے غلط ہے ایک یہ کہ لفظ ایام حدیث مین مذکور ہی نہین پھر ضمیر اوسکی طرف کیونکر پھر سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ منه مین ضمیر مذکر کی ہے وہ ایام کی طرف نہین پھر سکتی اگر ایام کی طرف پھرتی تو منها ہونا چاہئے تھا منه کی ضمیر کا مرجع بجز رمضان کے اور کوئی نہین ہوسکتا۔ کیونکہ لفظ رمضان پہلے مذکور بھی ہے اور منه کی ضمیر اوس طرف پھر سکتی ہے۔ اور جب یہ ضمیر رمضان کی طرف پھری تو بالضرور یہی معنی کہنے ہونگے کہ نصف رمضان مین یا وسط رمضان مین سورج گہن ہوگا۔ یہ ایسی ظاہر اور قطعی بات ہے کہ کوئی اہل علم اس سے انکار نہین کرسکتا۔

الغرض حدیث کے جس لفظ مین سورج گہن کے وقت کا بیان ہے وہ یقینی طور سے بتا رہا ہے کہ سورج گہن کا وقت نصف رمضان ہے یعنی پندرہ تاریخ یا چودہ۔

(۳) ان دو نشانون کے بیان کرنے کے بعد پھر وہ جملہ لایا گیا جو پہلے آیتین کے بعد آیا تھا۔ حرف واو حالیہ زیادہ کردیا گیا اور کہا گیا ولم تکونا منذ خلق الله السموات والارض پہلے تو یہ جملہ آیتین کی صفت تھا (جسکی شرح اوپر کیگئی ہے) اوس سے مجمل طور سے معلوم ہوا تھا کہ مہدی کے وہ دو نشان بینظیر ہین۔ پھر ان دونون نشانون کے وقت کو صاف طور سے بیان کرکے واو حالیہ کے ساتھ وہی جملہ لایا گیا تاکہ نہایت تاکید اور خصوصیت کے ساتھ ان دونون نشانون کی حالت بیان کی جاے۔ یہان لم تکونا مین

معنی ہین جن کے لحاظ سے یہ چاند گہن نشان اور معجزہ ہوسکتا ہے لیکن ان الفاظ کے یہ معنی کسیطرح نہین ہوسکتے کہ چاند گہن ۱۳ تاریخ کو ہوگا۔ یہ پہلے نشان کا بیان تھا جس سے معلوم ہوا کہ مہدی کی وہ علامت بینظیر اور خارق عادت ہوگی اور کسی وقت اور کسی حالت مین اوس مہدی سے پہلے اوسکا ظہور نہ ہوا ہوگا۔

(۲) دوسری علامت یہ ہے کہ سورج گہن رمضان کے نصف مین ہوگا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہین **وتنکسف الشمس فی النصف منہ** یعنی سورج گہن ہوگا اوسی رمضان کے نصف مین اس جملہ مین لفظ **نصف** اور **منہ** پر لحاظ کرنا چاہئے منہ مین ضمیر مذکر ہے اور اوس کا مرجع رمضان ہے جو اوپر مذکور ہولیا ہے۔ الفاظ حدیث مین کوئی اور لفظ ایسا نہین ہے جو اسکا مرجع ہوسکے۔ اسلیئے بالضرور نصف سے مراد ماہ رمضان کا نصف ہے۔ اب اوسے آپ نصف رمضان کہین یا منتصف رمضان کہین مگر ہرطرح پورے ماہ کا نصف مراد لیا جائیگا جو ضرور ۱۴ یا ۱۵ تاریخ ہے۔ ان معنی کے سوا الفاظ حدیث کے دوسرے معنی ہرگز نہین ہوسکتے۔ انھین معنی کی وجہ سے اس گہن کو نشان اور معجزہ کہا گیا ہے۔ اس معنی سے ظاہر ہوگیا کہ مہدی کی دوسری علامت بھی ایسی ہوگی جسکا ظہور کبھی نہ ہوا ہوگا۔ بلکہ وہ نشان بھی ویسا ہی بے نظیر ہوگا جیسا پہلا نشان بے نظیر تھا۔ مرزا صاحب جو کسوف کے معنی معمولی ایام مراد لیتے ہین اور اون کے وسط مین اٹھائیس ۲۸ کو گہن ہونا لکھتے ہین حدیث کے الفاظ کئی وجہ سے اس کو رد کرتے ہین۔

(۱) تین دنون مین درمیان کے دن کو نصف نہین کہتے وسط کہتے ہین اور حدیث مین ہے کہ سورج گہن اوسکے نصف مین ہوگا۔

اق مہ:
رات
ساکی

سکے خیال مین نہ آئی اسلئے اوسے نقل نہین کرتے جسے کچھ خوف خدا ہی وہ اسپر غور کرے
اس بیان کے بعد مین یہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ یہ جملہ مکرر کیون لایا گیا۔ تکرار کی کیا
ضرورت تھی۔ اسکے جواب پر اہل علم غور کرین۔ اسکی دو وجہین میرے خیال مین ہین۔
پہلی وجہ یہ ہی کہ اول مرتبہ یہ جملہ اسلئے لایا گیا تاکہ بہ تصریح بطور دلالۃ النص
کے یہ ثابت کرے کہ یہ دونون عجیب و غریب نشان اوس مہدی کے سوا کسی کے لئے نہین
ہونگے اور دوبارہ یہ جملہ اسلئے لایا گیا کہ نہایت صفائی سے یہ ظاہر کردے کہ یہ دونون
گہن ایسے ہون گے کہ اس سے قبل کبھی اس طرح کے گہنو نکا ظہور نہین ہوا ہوگا۔ چونکہ
لم تکونا کی ضمیر خسوف و کسوف کی طرف پھرتی ہی اسلئے اس مطلب کے سوا
دوسرا مطلب ہرگز نہین ہوسکتا۔
دوسری وجہ اس جملہ کے مکرر لانیکی یہ ہی کہ اس قسم کا گہن نہایت عجوبہ اور
انوکھی بات تھی جسکی طرف ذہن کا جانا اور اوسے باور کرنا مشکل تھا۔ اسلئے اوسکی تکرار کیگئی
تاکہ سننے والون کے ذہن نشین ہوجاے کہ مقصود یہی ہی کہ وہ دونون گہن بےنظیر ہون گے۔
اب اس پر نظر کی جاے کہ اس روایت مین تین طریقون سے اون نشانو نکا بےنظیر ہونا بیان
کیا گیا ہے **پہلے** آیتین کی صفت بیان کرکے یعنی یہ دونون نشان ایسے ہونگے کہ مہدی
سے پہلے اونکا ظہور کبھی نہ ہوا ہوگا۔ **دوسرے** اون گہنون کے غیر معمولی وقت بیان کرکے
تیسرے اون گہنون کی حالت بیان کرکے کہ وہ حالت ایسی ہوگی کہ اوسکا ظہور اوس سے
پہلے کبھی نہ ہوا ہوگا۔ اور اس مین دعوی وغیرہ کا اشارہ بھی نہین ہی۔ اس تکرار کی وجہ یہ ہے
کہ بلغا کا قاعدہ ہے کہ اس قسم کی باتون کو مکرر لاتے ہین۔ ایسی صراحتون کے بعد بھی یہ کہنا کہ۔

ضمیر انھین خسوف و کسوف کی طرف پھرتی ہی جنکا خارق عادت ہونا اوپر بیان ہولیا ہی۔ اب
پھر انھین گہنون کی حالت صاف طور سے دوسرے پیرایہ مین بیان کی جاتی ہے کہ وہ دونون
گہن (جنکا ذکر اوپر ہوا) ایسے ہونگے کہ جب سے آسمان و زمین پیدا ہوئی ہین اوسوقت سے کبھی ایسے
گہن نہین ہوئے ہونگے۔ یہان خوب خیال کیا جاسے کہ جن گہنونکا ذکر اوپر ہولیا ہی خاص
اونھین کی نسبت حدیث کے اس جملہ مین بیان ہوا کہ وہ دونون گہن ایسے ہونگے کہ ابتداے
آفرینش سے کبھی نہ ہوئے ہونگے۔ یہ جملہ نہایت صفائی سے بتا رہا ہی کہ خاص وہ دونون گہن بینظیر
اور عجوبہ ہونگے۔ اب اونکا بینظیر اور عجوبہ ہونا جب ہی ثابت ہوگا کہ اس سے پہلے جو گہنونکا وقت
بیان ہوا ہے اوسکا وہی مطلب بیان کیا جائے جو ہمنے بیان کیا ہی۔ یعنی چاند گہن پہلی راتکو

مرزا صاحب کی بددیانتی

اور سورج گہن پندرہوین شب کو۔ یہ کہنا کہ گہنون مین عجوبہ پن نہین ہی بلکہ نسبت مین عجوبہ پن ہی
محض غلط ہی۔ کوئی عربی جاننے والا یہ مطلب نہین کہہ سکتا۔ حدیث مین لم تکونا کی ضمیر جو اون
گہنون کی طرف پھرتی ہی اسنے فیصلہ کر دیا کہ وہ دونون گہن بینظیر ہون گے۔ اب مرزا صاحب
کی دیانت کو دیکھا جائے۔ چونکہ یہ جملہ بدلالۃ النص قطعی طور سے مرزا صاحب کے دعوی کو غلط ثابت
کرتا ہی اس لیئے اسے نقل نہین کرتے۔ ضمیمہ انجام اتہم مین حدیث کا لفظ فی النصف منہ
لکھکر باریک قلم سے (الخ) لکھدیا ہی۔ اور حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۹۴ مین یہ روایت نقل
کی ہی۔ مگر حدیث کے اس جملہ کو نقل نہین کیا اور نہ اشارہ کیا کہ حدیث مین کچھ اور باقی ہی۔
یعنی جس طرح ضمیمہ انجام اتہم مین اشارہ کر دیا تھا وہ بھی یہان نہین کیا جس سے اہل علم سمجھتے
کہ حدیث پوری نہین ہوئی کچھ باقی ہے اوسے دیکھنا چاہیئے۔ غرضکہ جو جملہ نہایت صفائی
سے مرزا صاحب کے دعوی کی بنیاد کو اوکھیڑ کر پھینکتا تھا اور کوئی بیہودہ تاویل بھی مرزا صاحب

اول مہ
رات
صاحب کی

جو اسپر دلالت کرے پھر اس زبردستی اور ناراستی کا کیا علاج ہے اور اگر اس کہنے سے یہ غرض ہے کہ کلام رسول کے معنے ایسے نہین ہو سکتے جو قانون قدرت کے خلاف ہون۔ تو اسکے دو جواب ہین۔ **اول** یہ کہ الفاظ حدیث کے معنی تو وہی ہین جو اوپر بیان کئے گئے۔ وہ معنی کسی طرح نہین ہو سکتے جو مرزا صاحب کہتے ہین۔ اب اون معنی کو قانون قدرت کے خلاف کہکر اوسے غلط قرار دینا اس حدیث کو غلط کہنا ہے۔ اسکا حاصل یہ ہوگا کہ حدیث جس طرح اپنی سند اور راویون کے لحاظ سے غیر معتبر ہے اسی طرح اپنے مضمون کے نظر سے بھی غیر معتبر ثابت ہوئی۔ کیونکہ اوسکا مضمون قانون قدرت کے خلاف ہے۔ اگر جماعت احمدیہ کا ایسا خیال ہے تو مرزا صاحب کی شہادت آسمانی سے دست بردار ہو جائے اور یقینی طور سے سمجھ لے کہ جس روایت سے مرزا صاحب اپنی آسمانی شہادت ثابت کرتے ہین وہ کسی طرح لائق اعتبار نہین کیونکہ اوسکے روایت کرنے والے جھوٹے اور اوسکا مضمون فطرت اور نیچر کے خلاف ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اسمین شبہہ نہین کہ سچے رسول کا کلام قانون قدرت کے خلاف نہین ہو سکتا مگر اللہ تعالے کا یہ بھی قانون ہے کہ وہ اپنے برگزیدہ بندون کی سچائی اور عظمت ظاہر کرنے کے لئے ایسی باتین ظہور مین لاتا ہے جو ہماری معمولی عقل اور متناہی علم کے مطابق وہ باتین قانون قدرت کے خلاف معلوم ہوتی ہین۔ اگرچہ در اصل وہ خلاف نہین ہوتین۔ یہ امر نہایت ظاہر ہے کہ معمولی عقل اور متناہی علم والا اوس غیر محدود ذات اور صفات کے کامل قانون کو نہین جان سکتا۔ اسلئے اگر مہدی موعود کے لئے ایسی عجیب و غریب نشانی ہو جسے معمولی عقل والے قانون قدرت کے خلاف سمجھین تو

حدیث مین یہ بیان نہین ہی کہ گہنون مین کوئی عجوبہ پن ہوگا یا وہ گہن خارق عادت ہونگے"
کسی فہمیدہ ذی علم کا کام نہین ہی - یہ سمجھ مین نہین آسکتا کہ مرزا صاحب ایسی فاحش غلطی نادانستگی
سے کر رہے ہین بلکہ اونکا علم یقین دلاتا ہی کہ کم علمون کو قصداً مغالطہ دے رہی ہین - ہم نہایت
استحکام سی کہتے ہین کہ اس صاف بیان کے بعد دنیا مین کسی اہل علم ذی عقل کو حدیث کے مطلب
مین تامل نہین رہ سکتا - ہر فہمیدہ یہی کہیگا جو ہمنے بیان کیا ہے - کیونکہ حدیث کا مطلب
یقیناً یہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا - لطف یہ ہی کہ حدیث مذکور کے پانچ جملے ہین اور وہ پانچون
جملے نہایت صفائی سے بتا رہے ہین کہ مہدی کے یہ دونون نشان یعنی خاص طور کا سورج گہن
اور چاند گہن بینظیر ہون گے - اوس وقت سے پہلے کبھی اسطرح کا گہن نہین ہوا ہوگا - اور ۱۳۱۲ھ
مین جو خسوف وکسوف ہوئے وہ بموجب اس حدیث کے مہدی کے نشان ہرگز نہ تھے کیونکہ
وہ معمولی گہن تھے جو حسب معمول اپنے وقت پر ہوا کرتے ہین - ہمنے گہنون کی فہرست نقل کرکے
دکھا دیا کہ چھیالیس برس کے عرصہ مین اس قسم کے گہن تین مرتبہ ہوے - اللہ تعالی نے جسے
عقل اور علم کی دولت سے مالامال کیا ہی وہ ہمارے بیان کو انصاف سی دیکھے اور حدیث کے
الفاظ مین غور کرتا جاے - پھر اللہ تعالے سے کامل امید ہی کہ ہمارے کلام کی تصدیق مین اوسے
ذرا بھی تامل نہ رہے گا - مگر افسوس اور نہایت افسوس ہی کہ مرزا صاحب نے حدیث کو نہین سمجھا
اور کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اس غرض سی نہین تھا کہ وہ خسوف وکسوف
قانون قدرت کے برخلاف ظہور مین آئیگا - اور نہ حدیث مین کوئی ایسا لفظ ہی"
حق پرست حضرات ملاحظہ کرین - کہ جو مطلب حدیث کے ہر جملہ سے ظاہر ہو رہا ہی جسے
ہمنے روز روشن کیطرح دکھا دیا اوسے مرزا صاحب یہ کہتے ہین کہ حدیث مین کوئی لفظ نہین ہے

...کا ایک اور
مغالطہ

اقسام
رات
...کی

تعلیم یافتہ اور خدا کی قدرت کو مشاہدہ کے پیمانہ مین محدود کرنے والون کو اپنی طرف متوجہ کرین
تو حقیقۃ الوحی مین اس نشان کے بیان مین بار بار قانون قدرت کو پیش کرتے ہین اور کہتے
ہین کہ قانون قدرت یہ ہے کہ چاند گہن ۱۳-۱۴-۱۵-کو ہوتا ہے اور سورج گہن ۲۷-
۲۸-۲۹-کو یعنی یکم رمضان کو اور ۱۵-کو گہن ہونا قانون قدرت کے خلاف ہے۔
اب جماعت احمدیہ اسی قول پر فریفتہ ہے اور پہلا قول اگرچہ اونھین کا ہے مگر اوس طرف اب نظر
بھی نہین کرتی۔ اس کی دو وجہ معلوم ہوتی ہین **ایک** یہ کہ یہ کفر اور بے ایمانی کا بھرا ہوا
خیال اونکے خیال کے مناسب ہے **دوسری** یہ ہے کہ مرزا صاحب کی تائید اسی خیال سے ہوتی ہے
تیرہ درونی اسے کہتے ہین کہ اونھین کے مقتدا کے دو قول صریح متعارض ہین اونمین سے
اوس قول کو مانتے ہین جسے خود اونکے مرشد بے ایمانی اور کفر بھرا ہوا کہہ رہے ہین اور اون کے
متعارض اقوال دیکھکر اونسے علحدہ نہین ہوتے۔ بلکہ اس نفس پرستی کو اپنے مرشد کا معجزہ خیال
کرتے ہین۔ افسوس! خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی اب مین اصل بات کہتا ہون۔ **حق
پرست حضرات متوجہ ہون** اور اس پر غور کرین کہ بیان سابق سے کیا کیا
باتین ثابت ہوئین۔ مین اُنھین آپ کے سامنے پیش کرتا ہون۔ آپ انصاف دلی سے ملاحظہ کرین
پہلی بات۔ مرزا صاحب نے نہایت عظیم الشان دعوی کیا۔ یہانتک کہ بعض
اولوالعزم انبیاء سے اپنے آپ کو ہر شان مین افضل کہا مگر اونکے وجود سے کوئی مفید نتیجہ
نہین ہوا اسلام کو کوئی نفع نہین پہنچا۔ مسلمانون کی تعداد مین سو پچاس کی بھی ترقی نہین
ہوئی۔ کیونکہ کوئی آریہ۔ ہند و۔ یہودی۔ عیسائی اونکی وجہ سے مسلمان نہین ہوا۔ یہ کیسی

ك بعض مرزائیون کو یہ کہتے سنا کہ قادیان مین بہت سے عیسائی اور آریہ ایمان لائے ہین اور دیا؟

اس سے اوسکی صداقت مین خلل نہین آسکتا۔ اس مضمون کی تصدیق نہایت خوبی سے مرزا صاحب کرتے ہین اور اپنے رسالہ سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۱۳۲ مین فرماتے ہین۔ اگر ہم خدائیتعالے کی قدرتون کو غیر محدود مانتے ہین تو یہ جنون اور دیوانگی ہے کہ اوس کی قدرتون پر احاطہ کرنے کی امید رکھین کیونکہ اگر وہ ہمارے مشاہدہ کے پیمانہ مین محدود ہو سکین تو پھر غیر محدود اور غیر متناہی کیونکر رہین اور اس صورت مین نہ صرف یہ نقص پیش آتا ہے کہ ہمارا فانی اور ناقص تجربہ خدا ازلی اور ابدی کی تمام قدرتون کا حد بست کرنیوالا ہوگا۔ بلکہ ایک بڑا بھاری نقص یہ ہے کہ اوسکی قدرتون کے محدود ہونے سے وہ خود محدود ہو جائیگا اور پھر یہ کہنا پڑے گا کہ جو کچھ خدائیتعالے کی حقیقت اور کنہ ہے ہمنے سب معلوم کر لی اور اسکی گہراؤ اور تہ تک پہنچ گئے ہین اور اس کلمہ مین جس قدر کفر اور بے ادبی اور بے ایمانی بھری ہوئی ہے وہ ظاہر ہے حاجت بیان نہین سو ایک محدود زمانہ کے محدود در محدود تجارب کو پورا پورا قانون قدرت خیال کر لینا اور اوس پر غیر متناہی سلسلہ قدرت کو ختم کر دینا اور آئندہ کے لئے اسرار کھلنے سے نا امید ہو جانا اون پست نظرون کا نتیجہ ہے جنہون نے ذوالجلال کو جیسا کہ چاہئے شناخت نہین کیا۔"

جماعت احمدیہ! ہم حق پرست راستی کے طالب ہین اسلئے نہایت کشادہ پیشانی سے کہتے ہین کہ مرزا صاحب کا یہ نہایت سچا مقولہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہے مگر نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہتے ہین کہ جب مرزا صاحب کو یہ ضرورت پیش آئی کہ دار قطنی کی حدیث کو اپنی صداقت مین پیش کرین اور اوسکے صحیح معنی پر پردہ ڈال کر مسلمانون کے خیال اوس طرف سے ہٹائین اور اپنے تراشیدہ معنی پر مسلمانون کو اور خصوصاً نئے

[...کا ایک]
[...غالطہ]

[...اور اونکی ایک]
[...حالت لائق حیرت]

اور اسلام کو بہت کچھ فروغ ہوگا۔ مگر مرزا صاحب کے وقت مین بلکہ جب سے اونکا وجود شریف دنیا مین آیا اور جبتک وہ اور اونکے خلیفہ دنیا مین رہی ہر قسم کا تنزل ہوا اور ہو رہا ہی۔ پھر یہ کیسا اندھیر ہی کہ آنکھون پر پٹی باندھکر قرآن وحدیث سی مُنھ پھیر کر مرزا صاحب کو مہدی اور رسول مانا جاتا ہی۔

غرضکہ امام مہدی کی جو علامتین حدیث مین بیان ہوئی ہین وہ مرزا صاحب مین کسی طرح نہین پائی گئین۔ اسلئے حدیث مین جو بشارت ہی وہ مرزا صاحب کے لئے نہین ہو سکتی اور یہ کہنا کہ امام مہدی کے باب مین جو حدیثین ہین وہ صحیح نہین ہین اونمین بہت کچھ کلام ہے اسلئے جو حَکَم کہے اوسی مانو جیسا کہ مرزا صاحب کہتے ہین۔ تو ہم کہتے ہین کہ جب مہدی کے متعلق حدیثین صحیح نہین ہین تو مہدی کے آنیکا ثبوت نہوا۔ اسلئے بھی آپکا دعویٰ غلط ہوا اور آپ کاذب ہوئے۔ اور اگر حَکَم والی حدیث کو صحیح مان کر آپ حَکَم بننا چاہتے ہین تو پہلے اپنا حَکَم ہونا آپ ثابت کیجئے۔ مگر یہ تو آپ بیس پچیس برس کی محنت مین بھی نہ کر سکے اور نہ اب کوئی کر سکتا ہی۔ اور ہمنے تو قرآن مجید اور حدیث سے آپکا کاذب ہونا ثابت کر دیا۔ بلکہ یہی حَکَم والی حدیث آپ کو کاذب بتا رہی ہے حَکَم کے جو صفات اوسمین بیان ہوئے ہین وہ آپ مین نہین پائے گئے۔ حقیقۃ المسیح ملاحظہ ہو۔

پانچوین بات - جس حدیث سی مرزا صاحب اپنے لئے آسمانی شہادت ثابت کرتے ہین اوسمین پانچ جملے ہین ان پانچون جملون سی یہ ثابت ہو گیا کہ جس گہن کو وہ اپنے لئے آسمانی شہادت سمجھتے تھے وہ گہن مہدی کی علامت نہین تھا۔ اور نہ کسی طرح

(بقیہ صفحہ ۸۲) مرزائیون کا ایک شیوہ ہی یہ بھی اونکا ایک جھوٹ ہی تاکہ ناواقف دام مین آوین ۱۲

بدیہی دلیل ہی اونکے کاذب ہونے کی۔

دوسری بات مرزا صاحب کی آسمانی شہادت کی بنیاد جس حدیث پر تھی وہ لائق اعتبار ثابت نہ ہوئی بلکہ معلوم ہوا کہ وہ ایک کذاب کی روایت ہی اور اوسکی صحت کے بیان مین جو کچھ مرزا صاحب نے لکھا ہی وہ محض دھوکا ہی۔ غرضکہ یہ بیان مرزا صاحب کے کذب کی دوسری شہادت ہی۔

تیسری بات۔ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو مہدی بنانیکے لئے اوس روایت کے معنی بالکل غلط بیان کئے۔ ایسے عظیم الشان دعوٰونکے بعد ایسی صریح غلطی کرنا اور پھر اوس غلطی پر قائم رہنا اونکے کذب کی کھلی دلیل ہی کیونکہ کوئی سچا مدعی وحی والہام ایسی غلطی پر قائم نہین رہ سکتا۔ اور نہ کسی کامل ذی علم سے صاف عبارت کے معنی مین ایسی غلطی ہوسکتی ہی۔ الغرض یہ تیسری دلیل ہی مرزا صاحب کے کاذب ہونیکی۔ اور بہت بڑی دلیل ہی۔

چوتھی بات۔ اگر اس حدیث کو صحیح مان لیا جاے اور اوس کے صحیح معنی سے قطع نظر کی جاسے تو ظاہر ہی کہ اس مین امام مہدی کی علامت بیان کیگئی ہی اور امام مہدی کی جو علامتین حدیثون مین آئی ہین وہ مرزا صاحب مین نہین پائی گئین مثلاً ایک علامت یہ ہی کہ امام مہدی اہلبیت رسول اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہون گے۔ اور مرزا صاحب تو شیخ صدیقی یا فاروقی بھی نہین ہین اور سید اور اہلبیت رسول ہونا تو بڑی بات ہی اور بڑی علامت یہ ہی کہ آپ کے زمانے مین مسلمانون کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۱) موجود ہین مگر یہ غلط ہی۔ اسوقت میرے پاس پنجاب کے ایک عالم ٹھہرے ہوئے ہین جو فاضل ہوشیارپوری کے لقب سے پنجاب وغیرہ مین مشہور ہین اور مرزا صاحب اور اونکے اول خلیفہ سے بہت رابطہ رکھتے تھے اور قادیان مین ۵

۲ بھی کئی ہین وہ اس واقعہ کو محض غلط کہتے ہین اسکے علاوہ اسکے غلط ہونیکی اور بہت شہادتین ہین۔ چونکہ جھوٹ بولنا

آنکھین ہون وہ دیکھے۔ مین پیشتر اوس روایت کا صحیح ترجمہ لکھ آیا ہون۔ اب مرزا صاحب کا ترجمہ اہل علم ملاحظہ کرین اور دیکھین کہ اونھون نے مضمون حدیث مین کس قدر تحریف کی ہے اور کیا کیا قیدین اپنی طرف سے زیادہ کی ہین۔ لکھتے ہین۔ ہماری مہدی کی تائید اور تصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہین اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے۔ وہ دو نشان (**کسی مدعی کیوقت مین**) ظہور مین نہین آئے" (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴۷)

ان دو جملون مین دو غلطیان ہین **پہلی** یہ کہ مہدی کے لئے دو نشان کہتے ہین اور نشان کے معنی علامت کے ہین جس سے کسی شئی کی شناخت ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہدی کیلئے دو باتین ایسی مخصوص ہین کہ اون مین سے ہر ایک بات اوسکی علامت ہے جس کی وجہ سے وہ دوسرون سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ اسکے بعد لکھتے ہین۔ وہ دو نشان کسی مدعی کے وقت مین ظہور مین نہین آئے" محاورہ اردو کے واقف سمجھتے ہین کہ اس جملے کے یہ معنی ہین کہ اون دو نشانون کا ظہور کسی مدعی کیوقت مین نہین ہوا اگرچہ ایک کا ہوا ہو۔ یہ قول پہلے کلام کو غلط بتاتا ہے۔ کیونکہ دو نشان ہونیکے تو یہی معنی ہین کہ اونمین سے ہر ایک مہدی کی علامت ہے۔ مہدی کیوقت کے سوا کسی وقت اون دونون مین سے ایک بھی نہین پائی جاسکتی۔ اور اگر پائی جائے تو وہ علامت نہ رہی۔ غرضکہ یہ جملہ مرزا صاحب کے پہلے جملہ کو غلط بتاتا ہے اور حدیث کے بھی بالکل خلاف ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ دونون نشان ایسے ہین کہ مہدی سے پہلے اونمین سے ایک کا ظہور بھی نہ ہوا ہوگا۔ یعنی اون مین ہر ایک نشان بینظیر ہے۔

دوسری غلطی یہ ہے کہ مدعی کے وقت کی قید مرزا صاحب نے اپنی طرف سے زیادہ

وہ علامت ہوسکتا ہے - اسکا بیان کافی طور سے کیا گیا -

الغرض یہ پانچ شاہد ہین جن سے اونکا دعوی غلط ثابت ہوتا ہے - اور انکی آسمانی شہادت خاک مین ملی - آپ دیکھ رہے ہین کہ حدیث کے بیان مین اگرچہ مرزا صاحب کی غلطیان ظاہر کی گئی ہین مگر اب خاص طور سے اونکی ناراستی او ناقابلیت کا اظہار کیا جاتا ہے - اور اونکی زبردستیون اور مہذبانہ تحریر پر روشنی ڈالی جاتی ہے جس سے اونکی مہدویت کی شان اور تہذیب بخوبی ظاہر ہو رہی ہے - اسوقت ضمیمہ انجام اتھم اور حقیقۃ الوحی میرے سامنے ہے انمین سے کچھ نمونہ آپ کو دکھاتا ہون - ضمیمہ انجام اتھم کے صفحہ ۴۸ مین لکھتے ہین - "انصاف کرنا چاہئے کہ کس قوت اور چمک سے کسوف و خسوف کی پیشین گوئی پوری ہوئی مگر اس زمانے کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہین - علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ (یعنی خدا کی لعنت کے دس لاکھ جوتے ان مولویون پر پڑین) اے **پلید دجال** پیشین گوئی تو پوری ہوگئی لیکن تعصب کے غبار نے تجکو اندھا کر دیا" یہ غصہ اور شائستگی ملاحظہ کے لائق ہے - اے جماعت احمدیہ مصلح قوم اور ہادی امت ایسے بدزبان ہوسکتے ہین - رحمۃ للعالمین کا ظل ایسا سخت گو اور لعنت کا برسانیوالا ہوسکتا ہے - ذرا خدا سے ڈر کر جواب دو -

مرزا صاحب کے تہذیب کا ذرا اونکی سخن کلامی کا نمونہ

الغرض - ناظرین حق پسند نے معلوم کیا ہوگا کہ آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہوگیا کہ اس قسم کی نہ کوئی سچی پیشین گوئی تھی اور نہ اوسکا پورا ہونا معلوم ہوا بلکہ مرزا صاحب کی غلط فہمی اور نادانی تھی - جسے آفتاب کیطرح چمکا کر دکھا دیا گیا جسکی

لہ اہل علم حضرات جانتے ہین کہ یہ عربی تحریر بزرگون کا سا نہین ہے ۱۲

جاری کیا ہی بعض وقت بعض موقع پر ادسے جاری نہین کرتے - کیونکہ حاکم وقت مختار ہی کسی مصلحت سی وہ اپنے حکم کو جاری نہین کرتا بلکہ اوسکے خلاف کرتا ہی - یہی اُسکا قانون ہے پھر اگر وہ حاکم مطلق جسکی حکمت و قدرت کی انتہا نہین ہے ایسا کرے تو کیا نہین کرسکتا ہو ضرور کرسکتا ہی - اور جسطرح دنیاوی حکومت سے قانون کی کسی دفعہ مین مستثنیٰ کرنا کوئی عیب و نقص نہین ہی اسی طرح قانون خداوندی مین بھی عیب نہین ہوسکتا - اسکی توضیح ہم مرزا صاحب کے کلام سے اوپر کرآئے ہین -

اس کہنے کے بعد مرزا صاحب مطلب بیان کرتے ہین - اور لکھتے ہین - بلکہ صرف یہ مطلب تھا کہ اس مہدی سے پہلے کسی مدعی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہین ہوا ہوگا کہ اُس نے مہدویت یا رسالت کا دعوے کیا ہو - اور اوسکے وقت مین ان تاریخون مین رمضان مین خسوف و کسوف ہوا ہو" (ضمیمہ انجام اتہم صہ ۴۷) حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہین ہے بلکہ مرزا صاحب کا تراشیدہ مضمون ہی جسے وہ حدیث کا مطلب بتا رہی ہین - یہان اس پر نظر رہی کہ مدعی کو عام کہتے ہین کہ صادق ہو یا کاذب ہو اور اوسکے دعوے کو بھی عام کہتے ہین کہ اوسے رسالت کا دعویٰ ہو یا مہدی ہونے کا - اب دیکھا جائے کہ ۱۳۱۲ھ کا گہن کیونکر مرزا صاحب کے لئے نشان ہوسکتا ہی - کیونکہ اوس سے ایک برس پہلے ۱۳۱۱ھ مین امریکہ مین گہن ہوا جہان جھوٹا مدعی رسالت ڈوئی موجود تھا -

یہ عبارت تو ضمیمہ انجام اتہم کی تھی جسکی غلطیان اور تحریفین بیان کی گیئن - اب حقیقۃ الوحی کی حالت بھی معلوم کیجئے صفحہ ۱۹۴ مین دارقطنی کی مذکورہ روایت مین جو کچھ اُنھون نے غلطیان کی ہین اور مغالطے دیئے ہین اونھین شمار کرکے آپکو دکھاتا ہون -

کی ہے حدیث مین کوئی لفظ نہین ہے جس سے اشارتاً بھی یہ قید سمجھی جاتی ہو۔ اب مرزا صاحب اون دو نشانون کو بیان کرتے ہین اور وہ دو نشان یہ ہین کہ **مہدی کے ادعا کیوقت مین۔** (یہ مضمون بھی حدیث مین نہین ہے۔ کیا دیانت ہے کہ اپنی طرف سے مضمون کا اضافہ کرکے اوسی حدیث کا مضمون کہا جاتا ہے) چاند اوس پہلی رات مین **گرہن ہوگا جو اوسکے خسوف کے تین راتون مین سے پہلی رات ہے۔** یعنی تیرہوین رات۔ (حدیث مین کوئی جملہ نہین ہے جس کے یہ معنی ہون) اور سورج اسکے **گرہن کے دنونین سے اوس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے** یعنی اٹھائیسوین تاریخ کو (الفاظ حدیث اس مطلب کو غلط بتا رہے ہین) اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے۔ **کسی مدعی کیلئے یہ اتفاق نہین ہوا** کہ اسکے دعوی کے وقت مین خسوف و کسوف رمضان مین ان تاریخون مین ہوا ہو (یہ بھی سراسر غلط ہے) یہان تک تو مرزا صاحب نے روایت مین پوری تحریف کی۔ اب اوسکی تائید اور تشریح مین سنئے تعلیم یافتون کے خوش کرنے کے لئے لکھتے ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اس غرض سے نہین تھا کہ خسوف و کسوف قانون قدرت کے برخلاف ظہور مین آئیگا۔ اور نہ حدیث مین کوئی ایسا لفظ ہے

ہم نہایت صفائی سے ہر ایک لفظ کی تشریح کرکے دکھا چکے ہین کہ حدیث کا مطلب یہی ہے کہ وہ گہن معمولی قانون قدرت کے ضرور مخالف ہوگا اوس سے انکار کرنا اور یہ کہنا کہ حدیث مین کوئی ایسا لفظ نہین ہے جس سے یہ مطلب سمجھا جائے آفتاب کی روشنی سے انکار کرنا ہے جسے عربی عبارت مین کچھ بھی بصیرت ہے وہ ضرور یہی مطلب بیان کریگا جو اوپر بیان کیا گیا۔ اب اوس گہن کا معمولی قدرت کے خلاف ہونا ایسا ہی ہے جیسے صاحبان عقل و حکومت ملکی قانون کے بعض دفعات مین بعض باتون کو استثنا کر دیتے ہین۔ یعنی جو حکم عام طور پر

یعنی یہ خصوصیت نہیں ہے کہ کسی مدعی یا کسی نبی اور رسول کے وقت مین نہ ہوا ہو گا بلکہ عام طور سے اوسکے ظہور سے انکار ہے۔

(۴) روایت کا ترجمہ کرتے ہین۔ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہین اور جب سے کہ زمین و آسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان (کسی مامور اور رسول کیوقت مین) ظاہر نہین ہوئے" اس عبارت مین جن الفاظ کو مین نے ہلالی خط کے اندر لکھا ہے وہ روایت کے کسی لفظ کا ترجمہ نہین ہے اور نہ حدیث کے کسی جملہ سے سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ مضمون حدیث کے خلاف ہے۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ **لم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض**۔ جن کا ترجمہ یہ ہے کہ جب سے آسمان و زمین پیدا ہوئے ہین ایسا چاند گہن اور سورج گہن کبھی نہین ہوا۔ یہ الفاظ نہایت صاف طور سے بتا رہے ہین کہ ان نشانونکا ظہور کسی وقت اور کسی حالت مین نہین ہوا۔ یعنی نہ کسی مدعی رسالت کے وقت مین اور نہ ایسے وقت مین کہ اوسوقت کوئی مدعی نہین ہے۔ غرضنکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مہدی کے لئے دو نشان ایسے ہین کہ اس سے پہلے کسی وقت اونکا ظہور نہوا ہو گا۔ مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ "کسی مامور اور رسول کے وقت مین (وہ نشان) ظاہر نہین ہوئے" محض تحریف معنوی ہے حدیث مین یہ قید ہرگز نہین ہے۔ بلکہ احادیث صحیحہ اور قرآن مجید کے نص قطعی سے یہ قید غلط ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس قید سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی رسالت کے مدعی ہونگے اور رسول صادق ہونگے حالانکہ قرآن مجید مین اور حدیثون مین صاف مذکور ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر النبیین ہین۔ آپکے بعد کوئی جدید نبی اور رسول نہین آئیگا۔ اور جو کوئی نبوت کا دعوی کرے گا وہ جھوٹا اور دجال ہو گا۔ اسکی تفصیل حصہ سوم فیصلہ آسمانی۔ اور

(۱) لکھتے ہین صحیح دارقطنی مین یہ ایک حدیث ہے" کتاب دارقطنی کو صحیح دارقطنی لکھنا اجماع امت کے خلاف ہے جب سے دارقطنی تالیف ہوئی ہے اوسوقت سے لیکر اس وقت تک کسی عالم کسی محدث کسی مجدد نے اس کتاب کو صحاح مین داخل نہین کیا - اور صحیح دارقطنی نہین کہا اور نہ اوسکا مولف اسکا دعوی کرتا ہے - کہ مین نے اس مین صحیح حدیثون کا التزام کیا ہے - لفظ صحیح زیادہ تر امام بخاری اور مسلم کے ساتھ بولا جاتا ہے - اور اونکی کتاب کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کہتے ہین اوسکے بعد ابو داؤد - ترمذی نسائی - ابن ماجہ کی کتابون کو بھی صحاح مین داخل کیا ہے - اور بعض نے امام مالک کی موطا کو صحاح مین داخل کیا ہے - مگر مرزا صاحب اپنی تائید کے لئے تمام امت کے خلاف دارقطنی کی تالیف کو بھی صحاح مین داخل کر کے عوام کی نظر مین اُسکی عظمت بڑھاتے ہین جو واقع کے بالکل خلاف ہے - اور اگر کسی ذی علم مرزائی کو مرزا صاحب کے اس قول کے صحیح ہونیکا دعوی ہو تو سامنے آئے ہم اوسکی بعض روایتون کی عدم صحت بیان کر کے دکھائینگے وہ اُسکی صحت ثابت کرین - ایک یہی حدیث ہے جسمین گفتگو ہو رہی ہے - اسی کی صحت ثابت کرین - مگر نہین کر سکتے -

(۲) اوس روایت کو نقل کیا مگر اوسکے آخری جملہ کو بالکل چھوڑ دیا - اور اسکا اشارہ بھی نہین کیا جس سے معلوم ہوتا کہ حدیث کے الفاظ کچھ اور بھی ہین - اور اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ حدیث کے جو الفاظ چھوڑ دئے گئے ہین اونمین غور کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ دونون گہن اس طرح کے ہون گے کہ اس قسم کے گہنونکا ظہور اوس سے پہلے کسی وقت نہ ہوا ہوگا - اس مین کسی قسم کی خصوصیت کا اشارہ بھی نہین ہے

نہایت ظاہر ہو کہ حدیث مین امام مھدی کی آیت یعنی اونکی علامت بیان کی گئی ہے اور آیت کے معنی اوپر بیان کئے گئے ہین کہ آیت یعنی نشان اوسی کو کہتے ہین کہ جسوقت وہ پایا جائے فوراً اوسکا علم ہو جائے جسکے لئے یہ آیت اور نشان ہو یہ اوسیوقت ہو سکتا ہو کہ اَوَّلُ لَیۡلَۃٍ سے رمضان کی پہلی رات مراد لی جائے۔ کیونکہ یہ ایسی عجیب بات ہو کہ اسکے ظہور سے فوراً مہدی کے ظہور کا یقین ہو سکتا ہے۔ اور پھر جملہ لم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض اس مدعا کو نہایت صفائی سے ثابت کر دیتا ہے۔ اسلئے مذکورہ عبارت کے یہ معنی اور یہ تشریح ایسی صحیح ہو کہ دنیا مین کوئی عربی دان ذی عقل اسکے خلاف نہین کہہ سکتا۔ بجز کسی خودغرض یا مرزا پرست کے اس لئے جو معنی اسکے خلاف ہین وہ یقینی غلط ہین۔

دوسری وجہ۔ اگر مقصد یہ ہوتا کہ رمضان مین گہن ہوگا گہن کی پہلی رات مین یعنی جن راتون مین چاند گہن ہونے کا معمول ہے اوسکی پہلی رات مین تو رمضان کا لفظ لیلۃ کے بعد نہ ہوتا بلکہ اول لیلۃ کے پہلے ہوتا اور اول لیلۃ کے بعد بجاے من رمضان کے من لیالی الخسوف ہوتا اور عبارت اسطرح ہوتی تنکسف القمر فی رمضان لاول لیلۃ من لیالی الخسوف چونکہ مخلوق کو ہدایت منظور ہے اور ایسے مقدس کا نشان بتانا مد نظر ہو جس کا ماننا ضروری ہے اسلئے اوسکی عبارت ایسی صاف ہونا چاہئے جسکے معنی متعین ہون۔ اور نہایت صفائی سے وہ معنی ہر ایک سمجھ لے۔ وہ یہی عبارت ہے جو مین نے لکھی مگر حدیث مین یہ عبارت نہین ہے۔ بلکہ وہ عبارت ہے جسکے الفاظ سے اور قرینہ مقام سے نہایت صفائی سے

صحیفہ رحمانیہ نمبر ۶ مین دیکھنا چاہیئے۔ اور جب یہ قید نصوص صریحہ کے روسی غلط ہے تو مرزا صاحب کا یہ دعوی بھی غلط ہی۔ نہایت ظاہر ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہین اور اللہ تعالی کا بھی ارشاد ہی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی جدید نبی نہ آئیگا پھر اوس حدیث مین کسی رسول کے آنےکی خبر اور اوسکے نشان کا بیان کیسے ہوسکتا ہی۔

(۴) پھر لکھتے ہن۔ اون مین سے (یعنی اون دو نشانون سی) ایک یہ ہے کہ۔ مہدی معہود کے زمانے مین رمضان کے مہینہ مین چاند گہن اوسکے اول رات مین ہوگا۔ یعنی تیرہوین تاریخ مین "

حدیث کے الفاظ کا یہ مطلب ہرگز نہین ہی۔ اس کے وجوہ ملاحظہ ہون۔

پہلی وجہ۔ جس عبارت کا یہ ترجمہ کیا ہی وہ یہ ہی **تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان**۔ اسکا صحیح ترجمہ یہ ہی کہ چاند گہن ہوگا رمضان کی پہلی رات کو کیونکہ اس جملہ مین تین لفظ ہین پہلا لفظ **تنکسف القمر** جسکے معنی ہین چاند گہن ہوگا دوسرا لفظ **لاول لیلۃ** اسکے معنی ہین پہلی رات کو۔ اس کہنے سے یہ سوال پیدا ہوا کہ پہلی رات کس کی کسی مہینہ کی پہلی۔ یا کسی دوسرے ایام معینہ کی پہلی رات۔ اسکا جواب تیسرے لفظ سے ظاہر ہوتا ہی۔ وہ **من رمضان** ہے اس مین لفظ من بیانیہ ہی یعنی دوسرے لفظ مین جو اجمال تھا اور معلوم نہ ہوتا تھا کہ پہلی رات کس کی۔ اسکے بعد کے لفظ رمضان نے بیان کردیا۔ کہ وہ پہلی رات ماہ رمضان کی ہی۔ یہ تو صریح الفاظ کا مطلب بیان کیا گیا۔ اب حدیث کی اصلی غرض پر بھی نظر کی جائے اوس سی کیا ثابت ہوتا ہے

اب مین ناظرین کو دکھاتا ہون کہ اس دوسرے نشان کے بیان مین بھی مرزا صاحب نے ویسی ہی غلطیان کی ہین جیسے پہلے نشان کے بیان مین کی تھین بلکہ اسکی غلطیان پہلے سے زیادہ ظاہر ہین۔ اونکی تفصیل ملاحظہ ہو۔ اس جملہ کا صحیح ترجمہ جو الفاظ حدیث اور سوق کلام سے ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ ہے۔

سورج گہن ہوگا اوسی رمضان کے نصف مین۔ اس ترجمہ کی صحت الفاظ کو علیحدہ علیحدہ کرکے دیکھ لیا جائے۔ پہلا لفظ اسمین (تنکسف الشمس) ہے جسکے معنی ہین کہ سورج گہن ہوگا۔ دوسرا لفظ ہے (فی النصف) جس کا ترجمہ ہے آدھو آدھ مین یعنی سورج گہن ہوگا آدھو آدھ مین۔ اب یہان سوال پیدا ہوا کہ کس کے آدھو آدھ مین۔ اوسکا بیان تیسرے لفظ (منه) سے ہوتا ہے۔ اس لفظ مین ضمیر ہے اس لئے ضرور ہے کہ اس سے پہلے اوسکا مرجع یعنی وہ لفظ مذکور ہو جسکی طرف یہ ضمیر پھرتی ہے اور چونکہ یہ ضمیر مذکر کی ہے اسلئے اوس لفظ کا مذکر ہونا ضرور ہے یعنی وہ لفظ جمع نہ ہو یا کوئی دوسری علامت تانیث کی اوسمین نہ پائی جاتی ہو۔ حدیث کے اس جملہ مین یا اس سے پہلے لفظ رمضان کے سوا کوئی لفظ اس ضمیر کا مرجع نہین ہو سکتا۔ الفاظ کی یہ تشریح تو عربی کے **صرف ونحو** جاننے والے طلبا بخوبی سمجھ سکتے ہین اور عربی ادب سے ذوق رکھنے والے سوق کلام سے بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ جس طرح اس سے پہلے جملہ مین چاند گہن کے وقت کا بیان **لاول لیلة من رمضان** سے ہے اسی طرح اس جملہ مین **فی النصف منه** سے سورج گہن کے وقت کا بیان ہے۔ اور اگر ضمیر کا مرجع ظاہر کر دیا جائے تو فی النصف من رمضان ۔ ہوگا جس کے معنی نہایت صاف ہی ہین کہ۔

وہی معنی سمجھے جاتے ہین جو اوپر بیان کیے گئے۔ اسلئے یہ معنی بلا شبہہ غلط ہین۔

تیسری وجہ۔ حدیث مین امام مہدی کے دو نشان بیان کئے ہین اونمین ایک نشان چاند کا گہن ہے یعنی اونکے ہونے کی علامت اور اونکے ظہور کی ایک دلیل یہ ہے کہ رمضان کے مہینہ مین چاند گہن ہوگا۔ اور اوس تاریخ مین ہوگا جسکی وجہ سے مسلمان اونمین مہدی موعود مانینگے اس نشان کی صفت اوس حدیث مین یہ بیان کیگئی ہے کہ یہ نشان ایسا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی اوس وقت سے لیکر اونکے ظہور تک کسی وقت اسکا ظہور نہ ہوا ہو۔

اب اگر حدیث کے مذکورہ جملہ کے یہ معنی کئے جائین جو مرزا صاحب نے بیان کئے ہین جس کا حاصل یہ ہے کہ رمضان کی **۱۳** تاریخ کو گہن ہوگا تو کوئی عاقل اسے کسی کی علامت اور نشان نہین کہہ سکتا۔ چہ جاے اسکے کہ ایک عظیم الشان بزرگ کے ظہور کی علامت کہے کیونکہ یہ ایک معمولی بات ہے۔ ایسے گہن بہت ہوا کرتے ہین۔ مذکورہ فہرست مین دیکھا جائے کہ صرف چھیالیس[۴۶] برس مین رمضان کی **۱۳** تاریخ کو چار گہن ہوئے ہین۔ یعنی ۱۲۶۷ھ مین اور ۱۲۹۱ھ اور ۱۳۱۱ھ اور ۱۳۱۲ھ مین اور چھیالیس برس اور اوپر سے دیکھا جائے یعنی ۱۲۲۳ھ سے تو پانچ مرتبہ رمضان کی **۱۳** تاریخ کو گہن ہوا ہے۔ جو گہن اس تھوڑی مدت مین پانچ مرتبہ ہوا اوس قسم کے گہن کو معجزہ اور نشان کہنا اور اوس کا معجزہ مان لینا کسی صاحب عقل کا کام نہین ہے حدیث مین معجزہ اوس گہن کو کہا ہے جو اوس مہدی سے پہلے کسی وقت نہ ہوا ہوگا۔

(۵) دوسرا نشان مرزا صاحب اس طرح بیان کرتے ہین۔ اور سورج گہن اوس کے دنون مین سے بیچ کے دن مین ہوگا یعنی اسی رمضان کے مہینہ کی اٹھائیسوین[۲۸] تاریخ کو۔

یہ ترجمہ حدیث کے جملہ **وتنکسف الشمس فی النصف منہ** کا مرزا صاحب نے کیا ہے۔

آیندہ بیان سے ایک ہی نشان ثابت ہوتا ہے چنانچہ لکھتے ہین۔

(۶) اور ایسا واقعہ ابتداے دنیا سے کسی رسول یا نبی کے وقت مین ظہور مین نہین آیا۔ دیکھئے مرزا صاحب اون دونون گہنون کو ایک واقعہ قرار دیکر یہ بتاتے ہین۔ کہ ایسا واقعہ کبھی ظہور مین نہین آیا۔ یہ کہنا حدیث کے صریح خلاف ہی۔ حدیث مین نہایت صاف طور سے دو واقعے بیان کئے ہین **ایک** چاندگہن کا **دوسرا** سورج گہن کا اور دونون کی نسبت یہ کہا ہی کہ ان دونون واقعون کا ظہور کسی وقت مین نہین ہوا۔ اسی وجہ سے حدیث مین کہا گیا کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہین۔

دوسری غلط بیانی اس جملہ مین یہ ہی کہ مرزا صاحب نے اپنی طرف سے اون گہنون کے لئے یہ قید بڑہائی ہے کہ کسی رسول یا نبی کے وقت مین اونکا ظہور نہین ہوا۔ حالانکہ حدیث کے کسی جملہ یا کسی لفظ مین اس قید کا اشارہ بھی نہین ہے۔ بلکہ حدیث کا آخری جملہ نہایت وضاحت سے بتا رہا ہے کہ ان گہنون کے دونون واقعے ایسے بینظیر ہین کہ مہدی سے پہلے کسی وقت مین اونکا ظہور نہ ہوا ہوگا۔ یہ جملہ صاف بتا رہا ہی کہ کسی رسول یا نبی کے وقت کی قید غلط ہی۔

غرضکہ اس جملے مین مرزا صاحب نے دو غلطیان کین یا یون کہا جاسے کہ دو تحریفین کین **ایک** یہ کہ دو واقعون کو ایک بتایا۔ **دوسری** یہ کہ حدیث مین رسول کے وقت کی قید نہ تھی مرزا صاحب نے اپنی طرف سے بڑہا دی۔

ناظرین اسپر نظر کرین کہ یہانتک نفس حدیث کا بیان تھا جسمین سے چھ فقرے مرزا صاحب کے نقل کئے گئے۔ ان چھ فقرون مین مختلف طریقے سے **گیارہ غلطیان** **مرزا صاحب** کی بیان کی گئین **صاحبان دانش** غور کے بعد اسکو بخوبی

سورج گہن رمضان کے نصف مین ہوگا۔ حدیث کے اس جملہ کی یہ ایسی صاف اور صحیح تشریح ہی جس سے کوئی عربی کا ادب جاننے والا انکار نہین کرسکتا۔ مرزا صاحب جو مطلب بیان کرتے ہین اوسکے لئے ضرور ہی کہ **منه** کی ضمیر ایام کیطرف پھرے مگر یہ دو وجہ سے غلط ہی **ایک** یہ کہ **ایام** کا لفظ اس سے پہلے کسی طرح مذکور نہین ہی **دوسرے** یہ کہ لفظ **ایام** مونث ہی اوسکی طرف **منه** کی ضمیر نہین پھر سکتی۔ یہ دو وجہ ہوئین مرزا صاحب کے غلط بیانی کی۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ مرزا صاحب ایام کسوف کے تین دنون مین سے درمیان کے دن کو نصف قرار دیتے ہین مگر عربیت کے لحاظ سے اوسی نصف کہنا غلط ہی جو صحت کا مدعی ہو وہ محاورہ عرب سے ثابت کرے۔

چوتھی وجہ اس مطلب کے غلط ہونے کی یہ ہی کہ حدیث مین اس گہن کو مہدی کا دوسرا نشان بتایا ہے اور اسکے بعد ہی یہ جملہ ہی **ولم تكونا منذ خلق الله السموات والارض**۔ یعنی وہ چاند گہن اور یہ سورج گہن ایسے دو نشان ہین کہ جب سے اللہ تعالی نے آسمان و زمین پیدا کئے ہین۔ (اوس وقت سے لیکر مہدی کے ظہور تک) انکا ظہور کبھی نہین ہوا۔ یعنی نہ ایسا چاند گہن کبھی وقت ہوا اور نہ ایسا سورج گہن۔ چونکہ حدیث مین نہایت صفائی سے دو نشان یعنی مہدی کی دو علامتین بیان کی گئی ہین اونمین سے ہر ایک جداگانہ نشان ہی اور ہر ایک کو ایسا ہونا چاہئے کہ اوسکے مثل کبھی ظہور مین نہ آیا ہو۔ اور اگر دونون گہنون کو ملا کر ایک نشان قرار دیا جاسے یعنی یہ کہا جاسے کہ رمضان کی ۱۳ کو چاند گہن اور ۲۸ کو سورج گہن کا ہونا ایک نشان ہی تو صریح حدیث کے خلاف صرف ایک نشان ثابت ہوگا۔ اور مرزا صاحب کے

دکھا سکتا - اور مرزا صاحب کی صداقت ثابت نہین کر سکتا - کوئی صحیح حدیث ایسی نہین ہی جس سے صراحتہً یا اشارۃً یہ دعوے ثابت ہوتا ہو اور اگر غور سے دیکھا جائے تو دارقطنی کی مذکورہ روایت اسکو غلط ثابت کرتی ہی -

دوسری غلطی اس قول مین یہ ہی کہ ایسے گہنو نکا دو مرتبہ وقوع مین آنا لکھکر کہتے ہین - کہ **اول** اس ملک مین یعنی ہندوستان مین - **دوسرے** امریکہ مین حالانکہ اسکے برعکس ہوا ہے - یعنی اوّل امریکہ مین ۱۳۱۱ھ کے رمضان مین ہوا - یہ وہ ملک ہی - جہان مسٹر ڈوئی مدعی کاذب موجود تھا - اور دوسرے ہندوستان مین ۱۳۱۲ھ کے رمضان مین - اور مرزا صاحب نے اول اسی سن کے گرہن کو اپنے لئے شہادت قرار دیا تھا اسکے بعد اونھین امریکہ کے گہن کا علم ہوا - اسلئے وہ اپنی آخری کتاب مین اس سے پہلے گہن کو بھی اپنی شہادت مین داخل کرتے ہین - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کرتے ہین کہ آپنے فرمایا تھا کہ ایسا گہن دو مرتبہ ہمارے مہدی کیلئے ہوگا -

افترا کے لفظ سے احمدی بہت ناخوش ہونگے مگر اب وہ بتائین کہ جب وہ اس مضمون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ حدیث مین آیا ہے اور اوس حدیث کا کہین پتہ نہین ملتا تو اب مرزا صاحب کو کیا کہین خصوصاً جبکہ اونکے بہت سے قول اسی قسم کے دیکھ چکے ہین - اسکے بعد لکھتے ہین -

---

(۹) اس گہن کے وقت مین مہدی موعود ہونیکا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہ تھا "

یہ دعوے بھی غلط ہی - محمد احمد سوڈانی مدعی مہدویت اوس وقت تھے اور مسٹر ڈوئی امریکہ مین اور مسٹر دارڈ لندن مین موجود تھے - یہ دونون مسیح موعود ہونیکے مدعی تھے جسطرح مرزا صاحب

معلوم کر سکتے ہین۔

اب بیان حدیث کے بعد مرزا صاحب کے دعوے اور دفع اعتراضات کو ملاحظہ کیا جائے لکھتے ہین۔

(۷) جملہ ماہرین ہیئت اس بات کے گواہ ہین کہ میرے زمانہ مین ہی جس کو عرصہ قریبًا بارہ سال گذر چکا ہے اسی صفت کا چاند اور سورج کا گہن رمضان کے مہینہ مین وقوع مین آیا ہے۔ اس قول مین مرزا صاحب اسطرح کے گہن کو اپنے زمانہ سے خاص کرتے ہین اور کہتے ہین کہ میرے ہی زمانہ مین اس صفت کا گہن وقوع مین آیا۔ حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ جملہ ماہرین ہیئت اور ناظرین **حدائق النجوم** اور رسالہ **یوز آف دی گلوبس** اسکے غلط ہونے پر گواہ ہین اور اس کی بھی گواہی دیتے ہین کہ اس صفت کے گہن اپنے معمولی وقت پر ہوتے رہتے ہین اسکا شمار کوئی نہین بتا سکتا کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کتنے مرتبہ اور کس کس وقت رمضان کی ۱۳ اور اٹھائیس ۲۸ تاریخ کو گہن ہوا ہے۔ بیان سابق سے ظاہر ہے کہ صرف چھیالیس برس کے عرصہ مین تین مرتبہ اس قسم کا گہن ہوا۔ اسپر قیاس کیا جائے کہ اس سے قبل بے انتہا زمانہ مین کتنے مرتبہ ہوا ہوگا۔ اسکے بعد صفحہ ۱۹۵ مین لکھتے ہین۔

(۸) اور جیساکہ ایک اور حدیث مین بیان کیا گیا ہے۔ یہ گرہن دو مرتبہ رمضان مین واقع ہو چکا ہے۔ اول اس ملک مین دوسرے امریکہ مین اور دونون انھین تاریخون مین ہوا ہے۔ جن کیطرف حدیث اشارہ کرتی ہے۔ اس قول کا حاصل یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہمارے مہدی کے لئے اس قسم کے گہن دو مرتبہ ہونگے۔ مگر یہ محض غلط ہے کسی حدیث مین ایسا نہین آیا۔ اگر کسی کو دعوی ہو تو اس حدیث کو دکھائے۔ مگر نہین

نے اس نشان کے بارہ مین مجھے خبر دی تھی کہ ایسا نشان ظہور مین آئیگا اور وہ خبر لاکھون آدمیون مین مشتہر ہوچکی تھی" انتہی مختصراً۔

اسکی نسبت مین اول یہ کہتا ہون کہ براہین احمدیہ مین یاکسی مقام پر اس نشان کے ظہور کی خبر صاف طور سے کہ میری شہادت مین اسطرح کے گہن ہونگے کہین نہین دی اور مجمل اور عام الفاظ الہام کے بیان کرنا اور اوسکے بعد جب کوئی بات واقع ہوئی اوسے اپنی پیشین گوئی کہدینا اور اون عام الفاظ کا مصداق اوسے ٹھہرانا کسی خداپرست کا کام نہین ہے۔ اور نہ کوئی ذی عقل اوسے مان سکتا ہے۔

الغرض جب تک جماعت احمدیہ صاف طور سے اس پیشینگوئی کو اونکی کتاب سے نہ پیش کرے اوسوقت تک یہ دعوے لائق توجہ نہین ہے۔ خصوصاً ایسے شخص کا دعوی جسکے سینکڑون غلط دعوے اوسکے رسالون مین دیکھے جاتے ہین۔ اسکے بعد مین یہ کہتا ہون کہ اس گہن کی پیشین گوئی تو حدائق النجوم وغیرہ مین اس کے ظہور سے تقریباً سنو برس پہلے لکھی ہوئی تھی۔ پھر اس پر کیا دلیل ہے کہ مرزا صاحب نے اوسے دیکھکر اور جنتری سے مقابلہ کرکے یہ خبر معلوم نہین کی۔ خدا تعالے نے اونھین خبر دی۔ بلکہ جب ہمارے بیان سابق پر صاحبان دانش غور کرینگے تو بالیقین معلوم کرلینگے کہ خدا کیطرف سے ایسی خبر نہین ہوسکتی۔ اگر مرزا صاحب نے ایسی خبر دی تو حدائق النجوم وغیرہ سے دیکھکر دی۔ علم ہیئت کے جاننے والے اپنے علم سے ایسی پیشینگوئی کرتے ہین۔ مرزا صاحب نے اونکی کاسہ لیسی کی اور اونکی پیشین گوئی دیکھکر اور ایک غیر معتبر روایت کے محض غلط معنی بنا کر اپنی پیشینگوئی قرار دی۔

ناظرین! مرزا صاحب کے نشان کا اور اوسکی دلیلونکا تو خاتمہ ہولیا اور اونکی

مدعی ہین - اور یہ بھی وہ کہتے ہین کہ مسیح موعود ہی مہدی ہی - فافہم

16 (۱۰) لکھتے ہین - اور میری طرح اس گہن کو اپنے مہدویت کا نشان قرار دیکر صدہا

اشتہار اور رسالے دنیا مین شائع کئے اسلئے یہ نشان آسمانی میرے لئے متعین ہوا ''

صاحبان عقل مرزا صاحب کی عقل کو دیکھین کہ کیسی معمولی بات کو اپنے لئے آسمانی نشان سمجھتے ہین اور اوس پر کیسی مہمل دلیل پیش کرتے ہین -

ناظرین فرمائین کہ کسی واقعہ کے وقت دعوی کر کے غل مچانا اور دنیا بھر مین اشتہارات شائع کرنا اوسکے صداقت کی دلیل ہو سکتی ہے؟ کیا جھوٹے مدعی ایسا نہین کر سکتے - بلکہ اسقدر شور و غل مچانا جس قدر مرزا صاحب نے مچایا کذب کی نشانی ہی - کیونکہ صادق کے لئے متانت اور اللہ پر اعتماد ضرور ہی - اسلئے صادق اس قدر غل ہرگز نہین کر سکتا - اوسکی متانت اوسکا توکل ضرور اوسے روکے گا - انبیاے کرام نے دعوے کیا اور بعض اولیا نے بعض دعوے کئے مگر کیا اسطرح کیا؟ ہرگز نہین کیا - اسکے عشر عشیر بھی کسی نے غل نہین مچایا - اس وقت مین **مسمیریزم** کے جاننے والے کہتے ہین کہ جو بات نہایت قوت سے بار بار کہی جاتی ہی اوسکا اثر قلوب پر زیادہ ہوتا ہی - اسلئے مدعی کاذب اسکو معلوم کر کے اپنے دعوے کے اعلان مین جان توڑ کر کوشش کریگا - مرزا صاحب اس علم کو جانتے تھے - اور اونکے خلیفہ اول اسکی تعلیم دیتے تھے اور فی سبق دس روپیہ لیتے تھے - اسی وجہ سے انھون نے اسقدر غل کیا اور بہت سے سادہ دلون پر اونکے اس زور سے کہنے کا اثر ہوگیا - اور اونکے غلط دعوے کو اپنی سادہ دلی سے صحیح مان گئے -

(۱۱) دوسری اسپر[۱] دلیل یہ ہی کہ بارہ برس پہلے اس نشان کے ظہور سے خدا تعالے

[۱] اردو کے محاورہ کے مطابق یہ غلط ہی - بلکہ اسطرح چاہئے کہ - دوسری دلیل اس پر یہ ہی ۱۲

یہ دونون گرہن جمع نہین ہوئے۔ جیسا کہ حدیث کے ظاہر الفاظ اسی پر دلالت کر رہے ہین"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۶)

اب اس جواب کی غلطیان اور مرزا صاحب کی زبردستیان ملاحظہ کی جائیں اور دیکھا جائے کہ اس جواب مین کتنی غلطیان ہین (اول) یہ کہنا کہ حدیث کا یہ مطلب نہین ہے کہ رمضان کے مہینہ مین کبھی یہ دونون گہن جمع نہین ہوئے" محض غلط ہے کیونکہ اس مطلب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہدی کے لئے صرف ایک نشان ہے یعنی دونون گہنونکا مذکورہ تاریخون مین جمع ہونا۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ حدیث مین جملہ لمھدینا آیتین نہایت صفائی سے بتا رہا ہے کہ مہدی کے لئے دو نشان ہین۔ اور مرزا صاحب کا مطلب ایک نشان بتاتا ہے یعنی رمضان مین دونون گہنونکا مدعی کے وقت مین جمع ہونا۔ (دوم) حدیث کا مطلب بالیقین یہ ہے کہ مہدی کے دو نشان ہین اور ہر ایک او نمین ایسا ہے کہ مہدی سے پہلے کسی وقت اور کسی عہد مین اوسکا نظیر نہین پایا جائیگا۔ مرزا صاحب اس صحیح مطلب کے خلاف اون معمولی گہنون کے اجتماع کو نشان ٹھہراتے ہین جو بالکل غلط ہے۔ (سوم) ہمنے نہایت صفائی سے حدیث کے ہر جملہ کے الفاظ کو علیحدہ علیحدہ بیان کر کے ثابت کر دیا ہے کہ جن دو گہنون کو حدیث مین امام مہدی کے دو نشان بتلائے ہین اون دونون گہنون کی نسبت اس حدیث مین نہایت صفائی سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مہدی سے پہلے اون گہنونکی نظیر کسی زمانہ مین نہین پائی جائیگی یعنی ہر ایک گہن بے نظیر ہوگا۔ اونمیں سے ایک کی نظیر بھی نہین پائی جائیگی۔ اس دعوے کے ثبوت کیلئے حدیث کا صرف آخری جملہ کافی ہے جسے مرزا صاحب نے نقل نہین کیا۔ اور اسی غرض سے پوشیدہ رکھا۔ کہ جو ذی علم راستباز اوسے دیکھے گا وہ یقیناً مرزا صاحب کے دعوی کو غلط کہیگا۔ کوئی ذی علم

غلط بیانیاں ظاہر ہولین۔ اب اوسکے متعلق کچھ شبہات اور جوابات کا بھی نمونہ ملاحظہ کیجئے
مذکورہ روایت کے جو صحیح معنی ہین اوسے بعض علمانے بیان کر کے مرزا صاحب کی
غلطی ظاہر کی تھی۔ وہ صحیح معنی یہ ہین۔ کہ رمضان کی پہلی تاریخ کو چاندگہن ہوگا اور پندرھوین
کو سورج گہن۔ مرزا صاحب اسی قانون قدرت کے خلاف بتاکر حدیث کا مطلب کہتے ہین کہ
رمضان کی ۱۳ تاریخ کو چاندگہن اور ۲۸ کو سورج گہن ہوگا۔ مگر حدیث کا یہ مطلب
ہرگز نہین ہوسکتا۔ اسکی تشریح نہایت وضاحت سے کردی گئی ہے۔ اور حدیث کے لفظ
کے معنی بیان کر کے ایسا دکھا دیا گیا ہے کہ کسی مخالف کو جاے دم زدن نہین رہی اب
اگر یہ معنی اونکے خیال مین قانون قدرت کے خلاف ہین تو حدیث کو موضوع کہئے
اور اس نشان سے انکار کیجئے۔

دوسرا اعتراض مرزا صاحب کا یہ ہے کہ پہلی رات کے چاند کو قمر نہین کہتے اسکا
جواب کامل طور سے حدیث کی شرح مین دیا گیا ہے۔ اور لغت عرب اور قرآن مجید سے
ثابت کردیا ہے کہ پہلی تاریخ کے چاند کو قمر کہتے ہین یہ اعتراض اونکی ناواقفی کی وجہ سے ہے
علماے حقانی کا ایک اعتراض مرزا صاحب کے مطلب پر یہ تھا کہ حدیث مین امام مہدی کے لئے
ایک خرق عادت کے ظہور کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور رمضان کی ۱۳ اور ۲۸ کو گہنوں کا اجتماع
ہونا معمولی بات ہے۔ کوئی خرق عادت نہین ہے۔ مرزا صاحب اپنی باتون سے اوس معمولی بات کو
خرق عادت بنانا چاہتے ہین اور لکھتے ہین۔

(۱۲-۱۳-۱۴-۱۵) حدیث کا یہ مطلب نہین ہے کہ رمضان کے مہینہ مین کبھی ۱۸-۲۱
یہ دونون گہن جمع نہین ہوئے بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی مدعی رسالت یا نبوت کے وقت مین کبھی

یہ کہنا ہوگا کہ حدیث مین کسی نبی یا رسول کی خبر نہین ہے بلکہ ایک خاص مہدی کا ذکر ہے جسکی ہدایت اور ہادیان امت سے زیادہ ہوگی عام طور پر یا اوس زمانہ کے لحاظ سے۔

الغرض اس غلطی کا ثبوت قرآن مجید کے نص قطعی اور احادیث صحیحہ سے اظہر من الشمس ہے۔ (**پنجم**) اس قول مین مرزا صاحب کا اپنا طبع زاد مطلب بیان کرکے یہ کہنا کہ حدیث کے ظاہر الفاظ اسی پر دلالت کر رہے ہیں" محض غلط اور صریح زبردستی اور دنکو ہات کہنا ہے۔ مین پیشتر حدیث کے لفظ لفظ کو علیحدہ علیحدہ نقل کرکے اوسکے معنی بیان کر آیا ہون۔ اور کامل طور سے ثابت کر دیا ہے کہ الفاظ حدیث صاف طور سے مرزا صاحب کے مطلب کو غلط بتا رہے ہین۔ اب اگر کوئی احمدی ذی علم ہے تو اون الفاظ کو ہمارے سامنے پیش کرے جنکا ظاہر مرزا صاحب کے مطلب پر دلالت کرتا ہو۔ مرزا صاحب تو زبانی دعوے کرنے کے سوا کسی مقام پر وہ الفاظ نہین دکھا سکے اور خدا کے فضل سے ہمنے تو اپنے مدعا کو نہایت صفائی سے خوب روشن کرکے حدیث کے الفاظ سے دکھا دیا ہے۔ جسکی آنکھین ہون وہ دیکھے۔

(**ششم**) اس قول سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب دو باتون کو تسلیم کرتے ہین **ایک** یہ کہ رمضان کی **۱۳** تاریخ اور **۲۸** کو چاندگہن اور سورج گہن کا اجتماع اس واقعہ کے پہلے بھی ہوا ہے جسے مرزا صاحب اپنے لئے آسمانی شہادت کہتے ہین۔ **دوسری** یہ کہ صرف یہ اجتماع مہدی کا نشان نہین ہے بلکہ اوسوقت کسی مدعی کا ہونا ضرور ہے۔ ان اقرارون کے بعد حدیث کے صریح اور صحیح مطلب پر نظر کی جاے تو مرزا صاحب اپنے اقرار کے بموجب کاذب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱) بنمبر ۶ و ۷ مین دیکھنا چاہئے اونکی نبوت کو ظلی اور غیر تشریعی کہنا مسلمانون کو دہوکا دینا ہے۔ مرزا صاحب کو صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوے ہے بلکہ اپنے آپ کو افضل الانبیاء سمجھتے ہین۔ صحیفہ رحمانیہ کے نمبر ۷ مین اونکے اقوال دیکھے جائین۔ ۱۲

اس سے انکار نہین کرسکتا بجز اوس مرزا پرست کے جس نے اپنے علم اور عقل کو ویسا ہی کھو دیا ہے جیسے تثلیث پرستون اور بت پرستون نے تثلیث کے ماننے اور بت کے پوجنے مین۔ (چہارم) لکھتے ہین۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی مدعی رسالت یا نبوت کے وقت مین کبھی یہ دونون گہن جمع نہین ہوئے " یہ دعوی محض غلط ہے۔ اور کئی طور پر اوسکی غلطی ظاہر ہے۔ **ایک** یہ کہ یہ حدیث نہایت صفائی سے یہ بتاتا ہی کہ مہدی کا ایک نشان ہی یعنی مدعی کے وقت مین ایسے دو گہنون کا جمع ہونا۔ حالانکہ جمع ہونیکو نشان نہین کہا ہی بلکہ معمولی وقت کے خلاف دو گہنون کو دو نشان کہا ہی۔ **دوسرے** یہ کہ حدیث کے کسی لفظ سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ مہدی دعوے کریگا پھر حدیث کا مطلب یہ کہنا کہ کسی مدعی کے وقت مین یہ دونون جمع نہ ہوئے ہونگے ایجاد بندہ اور تحریف معنوی ہی۔ اگر یہ خیال ہی کہ بغیر دعوے معلوم نہین ہو سکتا تو اسکا شافی جواب اوپر دیا گیا ہے۔ **تیسرے**۔ مدعی رسالت یا نبوت کی قید لگانا ایجاد پر ایجاد اور تحریف بالائے تحریف ہی۔ حدیث مین رسول یا نبی کا ذکر ہرگز نہین ہے بلکہ مہدی کا ذکر ہے۔ اور مہدی کے لئے رسول یا نبی ہونا ضرور نہین ہی۔ بلکہ قرآن وحدیث مین نبی یا رسول پر خاص لفظ مہدی کا اطلاق نہین کیا گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہی کہ حدیث مین رسول یا کوئی نبی مراد نہین ہے۔ اور جب اُس نص قطعی قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر نظر کی جاتی ہی جس سے یقینی طور سے ثابت ہوتا ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی یا رسول نہین آئیگا تو حتمی طور

سلہ فیصلہ آسمانی حصہ سوم صفحہ ۹ سے ۲۱ تک اور صحیفہ رحمانیہ نمبر ۶ دیکھا جائے جسمین نہایت روشن طریقے سے نص قطعی اور احادیث صحیحہ سے ثابت کردیا ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہین ہوگا۔ خواہ وہ ظلی ہو یا امتی ہو جیسا کہ گروہ احمدیہ اپنی نادانی اور کمال تعصب سے خیال کرتا ہے۔ مرزا صاحب کے دعوی نبوت جس زور وشور کا ہے اوسکا ذکر صحیفہ رحمانیہ

مین کہتا ہون کہ ہمارا یہ فرض ہرگز نہین ہے بلکہ مرزا پرستون کو امور ذیل کیطرف توجہ کرنا۔ اور انکا جواب دینا فرض ہے۔

(۱) ہمنے ثابت کردیا کہ حدیث صحیح نہین ہے اور متعدد وجوہ سے اوسکا غیر معتبر ہونا ثابت کردیا۔ اور اوسکی صحت مین مرزا صاحب نے جو ملمع کاری کی تھی اوسے بھی کھولکر دکھادیا۔

(۲) پھر فرضی طور سے حدیث کو صحیح مان کر خوب روشن کردیا کہ جو معنی مرزا صاحب اوس حدیث کے کرتے ہین وہ محض غلط ہین۔ جب وہ مطلب ہی غلط ہے جسکی بنیاد پر ہمسے ثبوت طلب کیا جاتا ہے تو ہم پر اوسکے ثبوت کو فرض بتانا بجز نادانی یا ابلہ فریبی کے اور کیا ہوسکتا ہے۔

(۳) یہ بھی ثابت کردیا کہ جس قسم کے گہن کو مرزا صاحب مہدی کی علامت کہتے ہین۔ اوس قسم کے گہن پہلے بھی بہت سے ہوے ہین۔ اس رسالہ مین چھیالیس[۴۶] برس کے گہنونکا نقشہ نقل کرکے دکہادیا کہ اس تھوڑی مدت مین تین مرتبہ اس قسم کا گہن ہوا۔ اسلئے وہ گہن کسی کے لئے نشان نہین ہوسکتا۔

(۴) نہایت محکم دلیلون سے یہ بھی ثابت کردیا کہ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہین مل سکتا۔ اسلئے جو ایسا دعوے کرے وہ قرآن مجید اور صحیح حدیثون کے روسے جھوٹا ہے وہ سچا مہدی کسی طرح نہین ہوسکتا۔ پھر اوس کاذب کے قول کی طرف توجہ کرنا اور سچے مہدی کے نشان کو (اگر وہ نشان ہے) اوس کاذب پر چسپان کرنا کسی مسلمان کا کام نہین ہوسکتا۔ اور اسی طرح حدیث مین ایسی قید کو بڑہانا جو قرآن مجید کے نص قطعی اور احادیث صحیحہ کے رد سے غلط ہو۔ کسی ذی علم ایماندار کا کام نہین ہے۔

ٹھہرتے ہین کیونکہ حدیث تو نہایت صفائی سے یہ بتا رہی ہی کہ وہ دونون گہن ایسے ہونگے کہ اونکے
مثل اوس سے قبل کبھی ایسے گہن نہ ہوئے ہونگے - اور مرزا صاحب کے وقت مین جو گہن ہوئے اونکے
مثل اس سے پہلے بھی ہو چکے ہین - اس کا اقرار خود مرزا صاحب کرتے ہین اسلیئے مرزا صاحب کا
یہ اقرار ثابت کر رہا ہے کہ ۱۳۱۲ھ مین جو گہنونکا اجتماع ہوا وہ مہدی کی علامت نہ تھا - بلکہ
وہ معمولی اجتماع تھا - اب اس اقرار کے بعد یہ کہنا کہ یہی معمولی اجتماع اگر کسی مدعی رسالت کے وقت
مین ہو تو یہ صداقت کا نشان اور خرق عادت ہو جائیگا - ایک سخت نادانی بلکہ مضحکہ کی بات ہے -

بھائیو! ذرا خیال کرو کہ ۱۳۱۲ھ کا گہن یون تو معمولی گہن تھا پہلے بھی ایسے گہن
ہوتے رہے ہین مگر مرزا صاحب کے وجود اور اونکے دعوی رسالت کیوجہ سے وہی معمولی گہن عجیب
غریب ہو گیا - اور مرزا صاحب کے لئے نشان قرار پایا - اے عزیزو یہ مضحکہ نہین تو کیا ہے کہ ایک معمولی
چیز صرف مرزا صاحب کے دعوے سے خرق عادت ہو جائے - اور جس مدعی کے کذب پر بہت سی دلیلین
موجود ہون اوسکے لئے نشان قرار پائے - (واعجباہ)

الحاصل اس قول مین مرزا صاحب کی چھ غلطیان ہین اور سترہ پہلے بیان ہوئی
تھین اسلیئے تیئیس ۲۳ غلطیان ہوئین -

(۱۶) اگر کسی کا یہ دعوی ہے کہ کسی مدعی نبوت یا رسالت کے وقت مین یہ دونون گرہن ۲۲
رمضان مین کبھی کسی زمانہ مین جمع ہوئے ہین تو اُسکا فرض ہے کہ اسکا ثبوت دے "

ناظرین! اسی قسم کی باتون سے مرزا صاحب اپنے مریدون کو دام مین رکھتے ہین -
اونکے مریدین کی حالت کا تجربہ کیا گیا کہ حدیث کے متعلق اسقدر لکھا گیا ہے مگر کسی بات کیطرف
انھین توجہ نہین دیکھی گئی بجز اس بات کے کہ ایسا گہن کسی مدعی کیوقت مین ہوا یا نہین ہوا - اب

پر بھی وارد ہوتے ہین پھر کیا اونکی وجہ سی مذہب کو چھوڑ دین -
اے بھائیو جو کچھ کہا جاتا ہی آپ کی خیر خواہی کے لئے کہا جاتا ہی
جس طرح کوئی شفیق حکیم مریض سے کہتا ہی - اب اگر اوس مریض نے
اُسکی بات کو مان لیا اور اُسکے کہنے پر عمل کیا تو اوسی کا نفع ہے
اور اگر نہ مانا تو کسی وقت وہ اپنے انجام کو دیکھ لیگا - اور یہ کہدینا
کہ اعتراضات تو اسلام پر بھی ہوتے ہین بڑی غلطی اور نہایت
ضعف ایمان کی دلیل ہی - ان حضرات نے اس پر ذرا بھی غور
نہین کیا کہ دنیا مین جس قدر اعتراضات لوگ کرتے ہین تو کیا
سب کی یکسان حالت ہوتی ہی ؟ پھر کیا جیسے لاجواب اور عظیم
الشان اعتراضات مرزا صاحب پر کئے گئے ہین اور اُنکے جواب سے
تمام جماعت احمدی عاجز ہے کیا اونکے خیال مین اسلام پر بھی ایسے
ہی اعتراض وارد ہوتے ہین (استغفر اللہ) ایسی بات وہی
کہیگا جس کا دل نور صداقت سی منور نہوا ہوگا - اور اسلام کی حقانیت
پر اوسے پورا ایمان نہ ہوگا اگرچہ ظاہر مین وہ اپنے آپکو مسلمان

(۵) پھر یہ ہی دکہا دیا گیا کہ حدیث مین اس بات کا اشارہ بھی نہین ہے کہ وہ گہن کسی مدعی نبوت یا رسالت کے وقت مین ہونگے۔ اور نہ ایسا اشارہ کسی حدیث مین ہو سکتا ہی کیونکہ قرآن مجید کے نص قطعی اور صحیح حدیثون سے ثابت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہین مل سکتی۔ جو کوئی نبوت کا دعوے کرے وہ دجّال ہی۔ اس قطعی ثبوت کے بعد کیسے ہو سکتا ہی کہ کسی صحیح حدیث مین یہ مضمون ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین کوئی سچا مدعی نبوت یا رسالت ہوگا۔ اور اوسکا نشان گہنونکا اجتماع قرار پائیگا ان مین سے کسی بات کا جواب نہ مرزا صاحب نے دیا اور نہ اونکے کسی مریدنے۔ پھر ہمین اس دعوی کرنے کی کیا ضرورت ہی۔ کہ کسی مدعی کے وقت مین ایسا گہن ہوا۔ پھر ہم فضول دردسری کیون خریدین پہلے ان پانچ باتونکا جواب مرزائی جماعت دے۔ اوسکے بعد ہمین اس طرف توجہ ہو سکتی ہی۔ مگر یہ پانچون باتین ایسی پختہ اور لاجواب ہین کہ اونکا کچھ جواب نہین ہو سکتا۔ اور جبتک ان پانچون باتونکا جواب نہ دیا جاے۔ ہمارے ذمہ ایسے مدعی کا ثبوت دینا ہرگز فرض نہین ہی بلکہ جماعت احمدیہ پر فرض ہے کہ ہماری ان باتونکا جواب دے۔ اور مرزا صاحب کی صداقت کو ثابت کرے مگر ہم یقینی طور سے کہتے ہین کہ کوئی احمدی ان باتونکا جواب نہین دیسکتا۔

مگر افسوس ہی کہ جماعت احمدیہ مین حق پرستی کا نشان نہین رہا۔ مرزا پرستی اسقدر اونپر غالب ہوگئی ہی کہ کیسی ہی حق بات آفتاب کیطرح روشن کر کے دکھائی جائے مگر وہ نہین دیکھتے۔ بعض تو یہ کہدیتے ہین کہ ہم اونکو سچا مان چکے ہین ہم کسی اعتراض کو نہیں سنتے۔ بعض کہتے ہین کہ اعتراضات تو اسلام پر

پہلے معلوم نہوا اور جب ایسا ثبوت ملجائے تو پھر اس سے خارق عادت ہونیکی صفت جاتی رہیگی
اور ایک معمولی بات ہوجائیگی۔

غرضکہ اس قول کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک چیز ایک محدود وقت تک خارق عادت ہے اسکے بعد وہ معمولی چیز ہوجائے۔ اہل علم اس ناسمجھی کو ملاحظہ کرین۔ اس سے ظاہر ہورہا ہے کہ مرزا صاحب کو بھی اوسکے خارق عادت ہونیکا یقین نہین ہے ورنہ اسطرح ہرگز نہ کہتے۔ بلکہ یقینی طور سے اوسے خارق عادت کہتے۔ **دوسری** عجیب بات یہ ہے کہ خارق عادت کی تعریف یہ کرتے ہین کہ خارق عادت اوسی کو کہتے ہین کہ اوس کی نظیر دنیا مین نہ پائی جائے۔ یہ کیسی نادانی کی بات ہے۔ جس طرح کی خصوصیتین مرزا صاحب اون کھنون مین لگاکر اونھین بے نظیر بنانا چاہتے ہین اس طرح کی۔ بے نظیر باتین دنیا مین بہت نکلین گی۔ پھر جماعت احمدیہ اون سب کو خارق عادت کہیگی۔؟ مثلاً جارج پنجم یعنے قیصر ہند ملکہ وکٹوریہ کا بیٹا دہلی مین آکر تخت نشین ہوا اور تمام راجہ اور نوابان نے نذرین پیش کین۔ اسکے سوا اور بھی اوسمین خصوصیتین ہین پھر کیا یہ بھی ایک خرق عادت ہوگی۔ کیونکہ اس سے پہلے دنیا مین اسکی نظیر نہین مل سکتی۔ پھر مرزا صاحب کا وجود قادیان مین ان دعاوی وغیرہ کے ساتھ بھی ایک خارق عادت ہوگا کیونکہ اس سے پہلے قادیان مین اور پھر وہ بھی اُن خصوصیتون کے ساتھ جو اونمین تھین کسی وقت اونکا نظیر نہین مل سکتا۔ اسلئے اونکا وجود بھی خارق عادت ہوا۔

افسوس ہے کہ دعوے قابلیت پر خارق عادت کے معنی معلوم نہین اور اگر معلوم ہین تو یہ بیان عوام کے دھوکا دینے کے لئے کیا گیا۔ اسکے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔ کوئی ذی علم مرزائی اسکا جواب دے۔ مگر ہم یقینی طور سے کہتے ہین کہ کوئی اسکا جواب نہین دیسکتا۔ اس قسم کی باتین

کہتا ہو- اسلام پر جس قدر اعتراضات کئے گئے ہین اون کے
دندان شکن جوابات اگلے مفسرین نے دئے ہین اور بعض تفسیرین
خاص اسی باب مین لکھی گئی ہین اگر علم نہو تو جو علما اوس سے واقف
ہین اونسے دریافت کرو اور اُنکی بات کو مانو اسکے علاوہ متاخرین
نے مختلف طور سے اُنکے جوابات دئے ہین اب جس کسیکو لاجوابی
کا دعوی ہو یہ خاکسار حاضر ہے اسکے سامنے پیش کرے پھر خدا کی
قدرت کا نمونہ دیکھے کہ کیسے جواب دئے جاتے ہین اور اعتراضونکا
مقابلہ کرکے دکھا دیا جائیگا کہ اسلام پر جو اعتراضات کئے گئے
ہین وہ کیسے لچر ہین اور مرزا صاحب پر جو اعتراضات کئے جاتے
ہین وہ کیسے لاجواب ہین-

(۱۷) پھر مرزا صاحب لکھتے ہین کہ جبتک اسکا ثبوت پیش نہ کیا جائے تبتک ۲۶-۲۷
بلاشبہہ یہ واقعہ خارق عادت ہے کیونکہ خارق عادت اُسی کو توکہتے ہین کہ دنیا مین اُسکی
نظیر نپائی جائے" (صفحہ ۱۹۶ حقیقة الوحی)

اس قول مین دو باتین مرزا صاحب کی قابلیت کی داد دیتی ہین- ایک
یہ کہ ایسے کہنو نکا خارق عادت ہونا اوسوقت تک ہی جبتک ایسے واقعہ کا ثبوت اس سے

کیا مسیح موعود تھے۔ بھائیو! مین بڑی خواہش سے دریافت کرتا ہون کہ مرزا صاحب نے کیا کیا بجز اسکے کہ کڑوڑون مسلمانون کو کافر بنادیا۔ اور یہ کہا جاتا ہی کہ اونکی انکار کی وجہ سے طاعون آیا وبا آئی۔ قحط ہوا۔ اور دوسری آفتین آئین۔ اسکا حاصل یہ ہوا کہ اونکی ذات سے دنیا و آخرت کی تباہی اور بربادی ہوئی۔ مگر کوئی یہ بتائے کہ انکی ذات سے اسلام کو اور مسلمانون کو کسی قسم کا فائدہ بھی ہوا۔ اوسکا جواب بجز انکار کے اور کچھ نہیں ہو سکتا البتہ ایک مرزائی نے الزامی جواب یہ دیا تھا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ سے کیا فائدہ ہوا تھا۔ مین نے کہا کہ ہر زمانے کی حالت مختلف ہوتی رہی ہی۔ اونکی طبعیت مین سختی اور نرمی مین بھی بہت اختلاف رہا ہی۔ حضرت نوح علیہ السَّلام کے وقت مین نہایت سخت لوگ تھے۔ بہت دراز مدت مین نہایت کم لوگ ایمان لائے مگر جس قدر ایمان لائے وہ کافر ہی تھے جو ہر طرح جہنم کے مستحق ہو چکے تھے وہ ایمان لاکر جنت کے مستحق ہوگئے۔

حضرت | بعثت

اسکے علاوہ دوسرا عظیم الشان فائدہ یہ ہوا کہ تمام دنیا کفر کی ظلمت سے پاک ہوگئی حضرت نوح علیہ السلام نے ایک سادی دعا کی تھی جس کی نقل اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک مین ان الفاظ سے کرتا ہی۔ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا۔ یعنے اے پروردگار روی زمین پر کسی کافر کو زندہ نچھوڑ۔

اس بد دعا کا یہ نتیجہ ہوا کہ دنیا کے سارے کافر اور حضرت نوح علیہ السَّلام کے دشمن یکبارگی دنیا سے ناپید ہوگئے۔ اور دنیا مین آفتاب اسلام اور مذہب حقہ کے سوا کسیکا چراغ بھی ٹمٹماتا باقی نرہا۔ سب ہی طوفان مین غرق ہوگئے۔

بھائیو خدائے قہار نے اپنی عظمت و قہر کا وہ نمونہ دکھایا۔ کہ ہمارے علم مین کسی نبی کے

مرزا صاحب کی بہت ہین جن سے معلوم ہوتا ہی کہ مرزا صاحب اپنی بات بنانے کے لئے قصداً لوگون کو دھوکا دیتے ہین۔ کیونکہ وہ ایسے کم علم نہین ہین۔ کہ خیال کیا جائے کہ ناواقفی سے ایسا کیا۔ اور غلط بات کہی۔

اب مین مرزا صاحب کے اغلاط کہانتک بیان کرون۔ رسالہ طول ہوگیا طالب حق کے لئے اس قدر کافی ہی۔ اور مرزا پرستون کیلئے تو ہزار دفتر بھی کافی نہین ہین۔ جس طرح تثلیث پرستون اور بت پرستون کے لئے تثلیث اور بت پرستی کی سینکڑون دلیلین کافی نہ ہوئین باوجودیکہ آفتاب کی طرح اونکی غلطیون کو روشن کرکے دکھایا یہی حال مرزائی جماعت کا ہی۔ کیسی کیسی روشن دلیلین قرآن سی حدیث سی واقعات سے مشاہدات سے اونکے پختہ اقرارون سے اونکا کاذب ہونا ثابت کیا گیا مگر وہ توجہ نہین کرتے۔ اور اونھین حق بات ایسی ہی کڑوی معلوم ہوتی ہی جیسے صفراوی کو مزہ دار کھانا۔

اہانۃ الناس

اے بھائیو! مجھے تمہاری حالت پر نہایت افسوس ہی۔ اسکا خوب یقین کرلو کہ قیامت تو بہت دور ہی۔ مرنے کے بعد ہی سخت پچتاؤگے۔ یہ نہایت روشن بات ہی کہ اگر مرزا صاحب سچے ہوتے تو اسلام کے لئے کسی قسم کی بہبودی کرکے دکھاتے۔ مگر آنکھ اوٹھاکر دیکھو کہ اس دراز مدت کی کوشش مین انھون نے کیا کیا۔ بجز اپنی ذاتی نفع کے کہ تمام عمر مشک و زعفران اور مقویات خوب کھاتے رہے اور اپنی بیوی اور اپنی خاص اولاد کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے اور مریدون سے مختلف طور سے چندہ لیکر اونھین چندہ دینے کے عادی کرگئے۔ تاکہ ہماری اولاد کو بھی چندہ دیتے رہین۔ اب اونکی اولاد اور اونکی عورتین عیش کرتی ہین۔ اسلام کو فائدہ یہ ہوا کہ چالیس کڑور مسلمان جو جنت کے مستحق ہوچکے تھے اونھین جہنم مین ڈھکیل دیا۔ سبحان اللہ

[مرزا] صاحب کے [نہ] ہونیکا فائدہ

کفر نیست و نابود ہوگیا تھا اور مرزا صاحب کی بدولت اسلام گویا نابود ہوگیا۔ یعنی چالیس کروڑ مسلمانون مین اونکے کہنے کے مطابق تین چار لاکھ رہ گئے۔ یہ مٹا دینا اور گویا نیست و نابود کرنا نہین تو کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مبعوث ہوئے ہین اوس وقت عرب مین تین گروہ تھے۔ مشرکین۔ یہود۔ نصاریٰ۔ انمین سے کوئی مسلمان نہ تھا۔ جو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے جنت کا مستحق ہوچکا ہو اور حضرت کے انکار سے جہنمی ہوگیا ہو کیونکہ مشرکین تو صریح بت پرست تھے۔ یہود حضرت عیسیٰؑ کے انکار سے کافر ہوگئے تھے۔ اور نصاریٰ تثلیث پرست تھے۔ غرضکہ تینون گروہ کافر جہنم کے مستحق تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد مین اون مین سے دو لاکھ زیادہ مسلمان ہوکر جنت کے مستحق بلکہ اہل جنت کے سردار ہوگئے تھے۔ پھر آپکی وفات کے بعد ہی آپکے خلیفہ اول نے پہلے مسیلمہ کذاب کے فتنہ کو بہت ہی جلد نیست و نابود کردیا اور اسلام کی اشاعت شروع کردی۔ اور خلیفہ ثانی نے تو دنیا مین اسلام پھیلا دیا۔ اب مرزا صاحب جو مسلمانون کے دھوکا دینے کو اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل کہتے ہین انہون نے تو بالکل برعکس معاملہ کیا کہ کروڑون مسلمانون کو کافر کردیا۔ اب یہ کہا جاتا ہے کہ آہستہ آہستہ مسلمانون مین ترقی ہوگی۔ اے بھائیو! یہ تو سوچو کہ جب اونکے وقت مین انکی اسقدر شور و غل سے دو لاکھ کی جگہ دو سو کافر بھی مسلمان نہ ہوئے۔ اور اونکے خلیفہ اول جو ایک ذی علم شخص تھے اونسے کچھ نہ ہوا تو آئندہ کیا ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ جیسے اگلے گذشتہ جھوٹے مدعیون کا کچھ عرصہ تک نام و نشان رہا پھر مٹ گیا جیسے صالح بن طریف اور اوسکا پوتا ابو منصور عیسیٰ کہ کئی سو برس اونکا دہ زور و شور رہا کہ مرزا صاحب اوسکی گرد کو بھی نہین

وقت مین ایسا نہین ہوا۔ تمام دنیا کا کفر سے پاک ہو جانا ایسا بے نظیر فائدہ اور اتنا بڑا نتیجہ ہے جسکا بیان نہین ہو سکتا۔

انسوس مرزائیون کی تیرہ درونی پر کہ ایسے عظیم الشان فائدے پر اونکی نظر نہین ہے اور مرزا صاحب کے بے سود دعوی کو اوس پر قیاس کرتے ہین۔ یہ نہین دیکھتے کہ مرزا صاحب اوس وقت مین مدعی ہوئے ہین کہ لوگ ہر قسم کے مدعیونکو مان رہے ہین۔ اسلام مین بہت گروہ ہو گئے ہین اور بہت کچھ اختلاف ہے۔ مگر ہر گروہ مین ہزارون ماننے والے موجود ہین یہ نتیجہ اونکی کمزوری کا ہے ایسے وقت مین اگر مرزا صاحب کے ماننے والے ہو گئے تو کوئی عجب کی بات نہین ہے۔ مگر نہایت تعجب اور حیرت سے یہ دیکھا جاتا ہے کہ باوجود نہایت کوشش اور ہر قسم کی تدبیرون کے کوئی ایسی جماعت اون پر ایمان نہین لائی جو پہلے سے جہنم کی مستحق تھی اور مرزا صاحب کی وجہ سے وہ جنت کی مستحق ہو گئی ہو۔ جو اون پر ایمان لائے وہ وہی مسلمان ہین جنہین خود مرزا صاحب بھی اپنے دعوے سے پہلے مسلمان اور جنت کا مستحق سمجھتے تھے۔ یہ جماعت اونکے دعوے کے پہلے بھی جنت کی مستحق تھی اور تمہارے خیال کے بموجب اب بھی وہ مستحق ہے۔ اسمین تو کوئی جہنمی جنت کا مستحق نہین ہوا۔ البتہ کوئی ایسی جماعت دکھاؤ جو اونکے دعوے سے پہلے جہنم کی مستحق ہو اور پھر اون پر ایمان لا کر جنت کی مستحق ہو گئی ہو۔ جب یہ نہین ہوا تو بتاؤ کہ اونکے بعثت کا کیا فائدہ ہوا۔ بجز اسکے کہ دنیا مین جس قدر کفار کی آبادی تھی اوسمین کچھ کم چالیس کروڑ کا اضافہ ہو گیا اور اسلامی دنیا کو خالی کرکے کافرونسے ایک ملک آباد کر دیا۔ واہ رے مجدد و مسیح۔

ہوا اور مرزا صاحب فرق

بھائیو! یہان تو حضرت نوح علیہ السلام کے وقت سے معاملہ بالکل برعکس ہے یعنی وہان

خلاف ہوا۔ یعنے مرزا صاحب ہی داغ حسرت لیکر دنیا سے چلے گئے۔ اور ڈاکٹر صاحب بفضلہ تعالیٰ ابتک موجود ہین۔ تیسرے مولوی **ثناء اللہ صاحب** ہین جنکی مخالفت سے عاجز ہوکر مرزا صاحب نے **آخری فیصلہ** کا اعلان دیا اور اس فیصلہ کو بہت کچھ مشہور کیا اور اسطرح دعا کی۔

مرزا صا دعا کے

اسے میرے آقا! مین تیرے تقدس اور رحمت کا دامن پکڑکر تیری جناب مین ملتجی ہون کہ مجھ مین اور ثناء اللہ مین سچا فیصلہ فرما۔ اور وہ جو تیری نگاہ مین حقیقت مین مفسد اور کذاب ہو اوس کو صادق کی زندگی ہی مین اوٹھالے۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر آمین"

بھائیو! مرزا صاحب کے دعوی تقرب اور عظمت کو یاد کرو۔ اور اونکے دعوی قبولیت دعا کے الہام کو پیش نظر رکھو۔ اور اس عاجزانہ اور فیصلہ کن دعا کو دیکھو۔ کہ اسکا انجام کیا ہوا۔ اور کس حسرت کی موت سے مرزا صاحب مولوی صاحب کی زندگی مین مرے اور اپنے کامل اقرار سے مفسد و کذاب ٹھہرے۔ یہی دعا ہے جس کے الہامی ہونے پر مولوی ثناء اللہ صاحب اور میان قاسم علی کے مناظرہ ہوا تھا اور قاسم علی کو ایسی شکست ہوئی کہ تین سو روپے[۱] دینا پڑے پھر انھین کی مثال مین حضرت نوح علیہ السلام کو پیش کیا جاتا ہے۔ اور ان حالتون کو یاد کرکے شرمایا نہین جاتا۔ انبیا کی ایسی فیصلہ کن دعا اونکے حق مین نامقبول نہین ہوسکتی۔ مرزا صاحب کی اس دعا نے تو تمام حق پسند حضرات کے نزدیک فیصلہ کردیا کہ مرزا صاحب بالضرور مفسد و کذاب تھے اور مولوی ثناء اللہ راستباز۔ اور اگر مرزا صاحب راستباز اور اپنے دعوی مین سچے ہوتے تو مولوی صاحب کے سامنے ہرگز نہ مرتے۔ نبی کی یہ شان ہرگز نہین ہوسکتی کہ وہ ایسی التجا سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور اپنے دعوی کے صدق اور کذب کا فیصلہ چاہے اور اوس فیصلہ کے بموجب علانیطور سے دنیا کے نزدیک وہ کاذب قرار پائے۔ یہ خدائی فعل

[۱] رسالہ فاتح قادیان دیکھا جاوے ۱۲

پہونچے اور پھر اونکا نشان بھی نرہا۔ بجز تاریخی تذکرہ کے۔ بعض مدعی جو اس پانسو برس کے اندر گذرے اونکے ماننے والے باقی ہین۔ ان مین بعض کو زیادہ مدت گذر چکی ہے وہ نیست نابود ہونے کے قریب ہین مثلاً محمد جونپوری جس کو چار سو برس ہوتے ہین اوسکے ماننے والے بہت کم باقی ہین اور علی محمد بابی جسکو سو برس نہین ہوئے اسکے ماننے والے اور اسکے مذہب کی اشاعت کرنے والے اسوقت تک موجود ہین۔ اور اونھون نے بہت منکرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لندن۔ فرانس۔ امریکہ وغیرہ مین کلمہ گو بنایا ہے۔ سفرنامہ حافظ عبد الرحمن دیکھو اور سیاحان لندن وغیرہ سے اونکے حالات معلوم کرو۔

دعا کا اثر اور
کی دعا کا نتیجہ

چونکہ مرزائیون نے مرزا صاحب کی تمثیل مین حضرت نوح علیہ السلام کو پیش کیا اسلئے ایک اور بات بھی بتانا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی وہ شان تھی۔ کہ اونھون نے ایکمرتبہ کفار کے لئے بد دعا کی کہ اے پروردگار دنیا مین کافرون کو آباد نرکھ۔ اس دعا کے بعد ہی تمام کافر نیست و نابود کردئے گئے اور مرزا صاحب کی حالت دیکھئے کہ اپنے مخالفین کے لئے نہایت ہی عاجزی اور منت سے دعا کرتے کرتے تھک گئے مگر مخالفون کا بال بھی نہ بیکا ہوا۔ بلکہ مرزا صاحب ہی اونکے روبرو ہلاک ہوگئے اور نامراد چل بسے۔ اونکے بڑے مخالفون مین تین شخص مشہور ہین۔ مولوی عبد الحق صاحب غزنوی۔ مرزا صاحب نے انسے مباہلہ بھی کیا تھا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی صاحب مع الخیر اس وقت تک موجود ہین۔ اور مرزا صاحب اونکے روبرو سات برس ہوئے کہ نامراد زیر زمین ہوگئے۔ ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب کے مقابلہ مین بھی کچھ بد دعا کی اور اوس دعا کو بہت کچھ مشہور کرایا مگر نتیجہ اونکی دعا اور پیشینگوئی کے

خط جناب مولینا محمد عصمت اللہ صاحب مرحوم بنام حضرت اقدس جناب مولینا سید محمد علی صاحب قبلہ دامت فیوضہم

از محمد عصمت اللہ کان اللہ لہ

بحضرت اقدس سیدنا مولینا صاحب مدظلہ العالی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ حضور کی مبارک زندگی میں بیحد برکت عطا فرماوے آمین - حضور نے جو عبارت تحریر فرمائی ہے حکیم نورالدین کی منقولہ عبارت کے مطابق نہیں ہے کچھ اختلاف ہے - حکیم صاحب نے اُس عبارت کو مرزا کے عمر والے الہام کے متعلق نقل کیا ہے - اصل الہام یہ تھا کہ تیری عمر اسّی برس کی ہوگی یا پانچ کم یا پانچ زیادہ مرزا کی تحریر و نے اوسکی عمر بہت زیادہ کھینچ تان سے تقریباً ستر برس تک بمشکل پہنچ سکتی ہے - ۱۳۱۸ھ میں مرزا خود لکھتا ہے کہ اس عاجز کی عمر اسوقت بچاس برس سے کچھ زیادہ ہے - (صفحہ ۱۵ جاء الحق) مرزا ۱۳۲۶ھ میں مرگیا تو اس تحریر کے روسے اُسکی عمر باسٹھ ۶۲ برس سے کچھ زیادہ ہوئی -

(عجب اتفاق ہوا کہ میری عمر کے چالیس برس پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آپہنچا - (تریاق القلوب صفحہ ۶۸) اس حساب سے مرزا کی عمر ۶۵ برس اور چند ماہ کی ہوئی - غرض عمر والا الہام بھی دوسرے الہاموں کی طرح سراسر جھوٹا غلط ثابت ہوگیا

معراج الدین عمر احمدی مرزا صاحب کے مختصر حالات میں (جو براہین احمدیہ کے شروع میں منسلک ہے) لکھتا ہے کہ مرزا صاحب ۱۸۳۹ء مطابق ۱۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے - اس حساب سے اُنکی عمر انگریزی سال کے مطابق ۶۹ برس ہوئی اور مطابق ہجری سال کے ۷۱ برس ہوئی - مگر نورالدین اس الہام کو صحیح ثابت کرنے کیلئے ایسی ایسی باتیں لکھتا ہے کہ کوئی صحیح المزاج ہرگز نہیں کہہ سکتا - لکھتا ہے قال ای رب زدہ من عمری اربعین سنۃ آدم علیہ السلام نے فرمایا - اے رب میرے میری عمر سے چالیس برس لیکر داؤد علیہ السلام کی عمر زیادہ کردے - پہلے نورالدین کو یہ ضرور ہے - کہ مرزا کی تحریر سے یہ ثابت کرے کہ اُسنے اپنی دس بیس برس عمر مولوی عبدالکریم یا مبارک احمد وغیرہ کو دیدی تب اس حدیث کو پیش کرسکتا ہے - اسکے بعد لکھتا ہے ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نأت بخیر منہا او مثلہا الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر - یہاں آیت کا لفظ ایک وسیع لفظ ہے انسانوں پر بھی بولا جاتا ہے - دیکھو اللہ تعالیٰ ایک ویران بستی پر گذر کرنے والے کو مخاطب کرکے فرماتا ہے - ولنجعلک آیۃ للناس یہاں اس گزرنے والے کو آیت فرمایا ہے - جو لوگ دنیا میں مامور ہو کر آتے ہیں وہ بھی آیۃ اللہ ہوتے ہیں - اور انکا اس دنیا سے کوچ کرجانا اُنکے عنصری وجود کا نسخ ہوتی ہے - بلکہ ایک زمانہ ایسا بھی آتا ہے کہ بعض آیات بھول بھی جاویں لاکن رحمت الٰہی نأت بخیر منہا او مثلہا ہمکو عمدہ تسلی بخش ہے جیسے ہم ایمان لاکر یقین کرتے ہیں کہ آپ کے اولاد سے آپ سے خیر کان اللہ نزل من السماء یا کم سے کم آپکی مثل آنے والا ہے اور نسخ کے ایسے وسیع معنی لینے میں السید عبدالقادر الجیلانی جیسے بزرگ

ہی۔ جو اسپر ایمان رکھتے ہین وہ ضرور اسے مانینگے۔ اب مین اپنے رسالہ کو ختم کرتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ اللہ تعالے ہمارے بھائیونکو اس گمراہی سے بچائے اور راہ راست پر لائے آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی سید المرسلین وخاتم

النبیین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

صحتنامہ کتاب ہذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
حاشیہ ۲	۳	ان حضرات	یہ حضرات	۱۸	۶ نمبر	آدھی اتکے	آدھی رات کے
۸	۸	مسلماون	مسلمانون	۲۷	۸	پینتالیس ۴۵	چھیالیس ۴۶
"	۶	او ہر شہر	اور ہر شہر	حاشیہ ۲۹	۱	بقیہ صـ ۲۹	بقیہ صـ ۲۸
"	۸	اسلماون	اور مسلمانون	حاشیہ ۳۰	۱	بقیہ صـ ۳۰	بقیہ صـ ۲۹
حاشیہ ۸	۵	انخام	انجام	۳۰	۱۱	پینتالیس ۴۵	چھیالیس ۴۶
حاشیہ ۱۰	۱	ہلو	پہلے	حاشیہ ۳۱	۱	بقیہ صـ ۳۱	بقیہ صـ ۳۰
"	۲	گہس گہس ہے	گھس گھس ہے	"	۱۱	اوسکی	اوکی
"	۴	دلیھنے	دیکھنے	"	۱۴	اورون	زورون
"	۷	بتاتے	بناتے	۳۲	"	۱۸	۲۸
۱۲	۳	نطعیہ	قطعیہ	۳۴	۶	چوالیس ۴۴	پینتالیس ۴۵
حاشیہ ۱۲	۴	اور دعوی کا	اور دعوے کا	"	۷	۴۶	۴۵
۱۵	۱۴	لکھنون کی فہرست	لکھنؤ کی فہرست	۴۴	۱۸	تمام ہند	صرف ہند
	۹	ارمضان	رمضان ۹	۶۷	۱۱	حدیث کا پہلا جملہ	حدیث کا یہ پہلا جملہ ہے

ہماری سامنے ہیں (صفحہ ۲۷۳) میگزین بابت ماہ جون جولائی ۱۹۰۸ء حضور دیکھ رہے ہیں کہ و بخلک تیر
کس غلط طور پر اس آیتہ کے اصل مقصود و منشاء ربانی کو چھوڑ کر سارے تعجب خیز قدرت نمائی اور عجیب ترین دا
چشم پوشی کر کے مجرد انسان کو آیتہ بنایا۔ اور اُس آیت شریفہ کے مضامین پر پردہ ڈالنے کی بیکار کوشش
اللہ تعالےٰ کی بیش بہا قدرتوں کی جانب جو اس واقعہ کے متعلق ہیں بھولی نگاہ سے بھی نہیں دیکھا ایسے
بجز غرض و الاباولکے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ اسکے بعد فتوح الغیب کی عبارت نقل کر کے یہ دکھلانے کی کوشش
ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے محض انسانی خیال و ارادہ کے بدل جانے کو ناسخ منسوخ سے تشبیہ دی ہے۔ نور الدین
مرزا کو آیتہ اللہ بنا کر اوس کو منسوخ کیا۔ اور اُس کی اولاد کو جو کبھی بھی پیدا نہو گی ناسخ تبلاتا ہے نور ا
لفظ آیتہ کو غلط طریقہ سے خود وسیع معنی میں لایا اور فتوح الغیب کی اس عبارت سے اس مقام میں صرف یہ دکھ
ہے کہ نسخ کا لفظ وسیع معنی میں آیا ہے۔ ان ساری لغویات کرنے پر بھی وہ اپنے دعوے اسی برس
الہام کو صحیح ثابت نہیں کر سکا۔ مرزا کے واقعہ نے اُس الہام کو جھوٹا کر دیا تو اب نور الدین ان دور از کار
سے کیا صحیح کر سکیگا۔ اسکے بعد پھر لکھتا ہے۔ حضرت جیلانی فرماتے ہیں لما کان النبی صلی اللہ علیہ
منزوم الهوی ولا ارادة سوی المواضع التی ذکرها اللہ عزوجل فی القرآن۔ یہاں سوی الموا
مقام میں مرتبہ خاتم النبیین و رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور مرتبہ غلام احمد کا مد نظر رکھیں تو ان
تعلی انکا بھلا ہو گا۔ نور الدین نے اپنی بدتمیزی کی وجہ سے حضور پر نور مقدس مطہر باقی باللہ ذات کی طرح
(جسکی روح ڈاکٹر عبد الحکیم۔ مولوی ثناء اللہ صاحبان وغیرہ کے موت کی برابر متمنی اور محمدی بیگم کے نکاح
شوق سے لبریز رہی ہو) کو مغرع الهوی ثابت کرنے کی بیکار کوشش کی ہے۔ ایسے بیکار تصنع کرنے سے بھی نور ا
عمر والا الہام کو ہرگز صحیح ثابت نہیں کر سکا۔ ایسی لغو تحریر کو دیکھکر ہمت نہیں پڑتی کہ ان کمبختوں کو کچھ کہیں
لاعنی اور بیہودہ سمجھیں۔ اللہ تعالےٰ ہادی حقیقی مسلمانوں کو اُن کی گمراہی و شر سے بچا دے آ
والسلام مع التواضع والاکرام۔

آپکا خادم

محمد عصمت اللہ کان اللہ

یکم ربیع الآخر